هُوَ الَّذِيْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

فاروق

تحریک جدید کا اخبار

قادیان

ایڈیٹر:- میر قاسم علی احمدی ؓ

شرح چندہ پیشگی
سرپرستان۔ معاونین۔ عام چندہ۔ ششماہی۔ بیرون ہند
صہ ٥ر للعہ عہ عہ ۸ شلنگ
قیمت فی پرچہ ا ر
مینیجر:- رشید احمد خاں

تاریخہائے اشاعت :- ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸

جلد ۲۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۷ جمادی الثانی ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۰

تربیت اسلامی

(از ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر)

ہائے اے مسلم مٹادی تونے شانِ تربیت
کر دیا اسلام کا سونا جہانِ تربیت

تجھ کو بھیجا تھا خدا نے نظمِ عالم کے لئے
تاکہ تو مخلوق میں ہو میزبانِ تربیت

تجھ کو بخشی تھی خدا نے عقل بینا اے اخی
خود مرتب کر دیا تھا تیرا خوانِ تربیت

تیری دعوت گو کیا تھا عام دنیا کے لئے
تا سبق لیں تجھ سے آکر مہمانِ تربیت

تو مٹانے آیا تھا تفریقِ اقوام و ملل
وحدتِ قومی تھی تیری رازدانِ تربیت

وسعتِ عالم تھی مرکز تھا عمل تیرا محیط
ارتقا کو رفعتیں تھیں آستانِ تربیت

تیری تنظیمِ عمل تھی چارہ سازِ انتشار
تھا سریع السیر تیرا کاروانِ تربیت

قیصر و کسریٰ کی شانیں خاک میں سب ملگئیں
جب ہوئی دنیا پہ ظاہر تیری شانِ تربیت

چین مشرق میں تو مغرب میں زمینِ اندلس
آج تک کہتی ہیں تیری داستانِ تربیت

تیرے علم و فن کے شاہد قرطبہ بغداد ہیں
ہیں یہ دونوں تیرے اتنک قصہ خوانِ تربیت

حق پرستی پر فدا رہتے تھے تیرے جان و دل
رہبرِ صدق و صفا تھی تیری آنِ تربیت

تو جہاں جاتا تھا لے جاتا تھا نورِ معرفت
خدمتِ مخلوق میں تھی تیری شانِ تربیت

یا وہی اب تو ہے جسمیں تربیت مفقود ہے
رو رہی ہے جان کو اب تیری جانِ تربیت

اب نہ وہ تنظیم ہے تیری نہ وہ ہیبت تری
ذلت و نکبت ہیں تیری نوحہ خوانِ تربیت

منزلِ ہستی کٹھن ہے بے سر و ساماں ہے تو
سب لٹا بیٹھا تو اپنا کاروانِ تربیت

تو ہر اک شعبہ میں ہستی کے ذلیل و خوار ہے
ہائے ناکامی تری اے کامرانِ تربیت

تیری صورت تیری سیرت سب بگڑ کر رہ گئیں
تا بکے یہ خوابِ غفلت !اپاسبانِ تربیت

رہنما تھی تیرے تو رہنماؤں سے خفا
رہ گئی ہے بس یہی اب تیری شانِ تربیت

چل خدا کے راہ پر کچھ حوصلہ سے کام لے
ہار کر بیٹھا ہے کیوں اے پہلوانِ تربیت

تو عدم کی ظلمتوں میں اپنی ہستی کھودے۔ یا
ایسا اونچا ہو بنے تو آسمانِ تربیت

تیری پستی خود پرستی کی بدولت ہوگئی
نفسِ امارہ ہے تیرا جاں ستانِ تربیت

خود غرض تو خود غرض لیڈر تیرے اے بے خرد
جوہرِ ایثار سے خالی ہے کانِ تربیت

لیگ آف نیشن کی طرح تیرا مسلم لیگ بھی
ہے تری بے ہمتی سے نوحہ خوانِ تربیت

تربیت کے جو علمبردار عالم تھے تیرے
ہے سنہری جال میں خود ان کی جانِ تربیت

ہیں غلامِ زرکشی یہ سب ترے احرارِ دیں
ہائے غارتگر ہوں معمارِ مکانِ تربیت

آ درِ مولیٰ پہ گر۔ پیشِ خدا فریاد کر
ہاتھ میں دے حق نوازوں کے عنانِ تربیت

تربیت اصلی وہی ہے دے جو رب العالمین
طوطیٔ فطرت سے سن تو داستانِ تربیت

جب کبھی اہلِ زمیں کی عقل بد اندیش نے
کر دیا برباد دنیا کا جہانِ تربیت

ابرِ رحمت نے زمیں کو پھر تر و تازہ کیا
مرسلانِ حق نے بخشی تازہ جانِ تربیت

آسماں بارد نشاں الوقت میگوید زمیں
ہے کلامِ حضرتِ احمدؑ ہی جانِ تربیت

چشمِ عبرت کھولکر اپنی تباہی دیکھ لو
اے نبیٔ ہاشمیؐ کے وارثانِ تربیت

آؤ بزمِ مہدیٔ دوراں میں آکر نور لو
یہ زمیں مردہ ہے ڈالو اسمیں جانِ تربیت

ہے خطابِ آلِ محمدؐ سے مرا گوہر یہی
صادقوں میں آملو اے طالبانِ تربیت

دارالامان کی خبریں

(۱) ۱۰؍اگست ۱۹۳۹ء سیدنا امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ کے متعلق دھرمسالہ سے اطلاع ملی ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

(۲) جملہ اہلبیت مقیم دھرمسالہ بھی خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔ (۳) حضرت ام المؤمنین مدظلہا العالی کو آشوب چشم کی زیادہ تکلیف ہے۔ احباب صحت کامل کے لئے دعا فرمائیں۔ (۴) مکرم مولوی سراج الحق صاحب آف پٹیالہ احباب سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ ان کا صاحبزادہ نورالحق بعارضہ بخار میعادی مبتلا ہے۔ اور اسکی صحت کامل اور درازیٔ عمر کے واسطے دعا فرمادیں۔

(۵) ۱۳؍اگست کو جلسہ ہائے تحریک جدید بڑی شان کے ساتھ دارالامان میں منعقد ہوئے۔ چونکہ یہ آخری کاپی اخبار کی ۱۳؍اگست کو چھپ رہی ہے۔ مفصل رپورٹ آئندہ انشاء اللہ شائع ہوگی۔ (۶) بارش کے نہ ہونے سے فصلوں کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ باران رحمت نازل کرے۔ آمین۔

درخواست دعا۔ میرا لڑکا نذیر احمدؐ ایک ہفتہ سے بعارضہ میعادی بخار بیمار ہے۔ احباب اسکی صحت کے لئے دعا فرما کر مشکور فرمادیں۔ (خاکسار غلام قادر شرقی عفی عنہ بنگلوری)

احباب اپنا فالتو روپیہ بجائے ڈاکخانہ یا دیگر بنکوں میں رکھوانے کے خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بطور امانت جمع کرادیں

مجلس مشاورت منعقدہ ۵؍اکتوبر ۱۹۳۶ء میں حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے اس خواہش کا اظہار فرمایا تھا۔ کہ جن احباب کے پاس مخصوص اغراض مثلاً تعمیر مکان۔ خرید اراضی۔ بیاہ شادی یا تعلیم وغیرہ کی غرض سے کچھ روپیہ جمع ہو۔ اور ان کو اس روپیہ کے خرچ کرنے کی فوری ضرورت نہ ہو۔ ان کو چاہیئے۔ کہ بجائے اپنے پاس رکھنے یا اپنے طور پر ڈاکخانہ یا بنک میں رکھنے کے ایسے روپیہ کو صدر انجمن احمدیہ کے خزانہ میں بطور **امانت ذاتی** کے جمع کروادیں۔ یہ روپیہ جب بھی ضرورت ہو۔ خزانہ سے واپس لیا جاسکتا ہے۔

حضور نے فرمایا تھا۔ کہ اگر "اس طریق پر عمل کیا جائے۔ تو ایک دو لاکھ نہیں۔ میں سمجھتا ہوں دس پندرہ بیس لاکھ روپیہ جمع ہوسکتا ہے۔ اور ان لوگوں کو جو روپیہ جمع کرائیں گے۔ کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ وہ جب چاہیں۔ اپنا روپیہ مانگ لیں۔ غرض نہایت سہولت کے ساتھ یہ رقم جمع ہوسکتی ہے۔ بشرطیکہ دوست بے اعتباری اور بے جا شرم چھوڑ دیں۔" پھر فرمایا۔ "بے اعتباری کی تو کوئی بات ہی نہیں۔ امانت رکھانے والوں کو اب تک شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ اور شرم کی بھی کوئی بات نہیں۔ دوست اگر اس پر عمل کریں۔ تو ان کا کچھ بھی حرج نہیں ہوتا۔ لیکن انجمن کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ اس کے لئے بھی تیار نہ ہوں جس پر ان کا کچھ خرچ نہیں ہوتا۔ تو پھر ان کے بڑے بڑے دعووں کی کیا حقیقت باقی رہ جاتی ہے۔"

پھر فرمایا۔ "سوال یہ ہے۔ کہ کونسی چیز ہے۔ جس کے ذریعے موجودہ (مالی) بوجھ کو دور کیا جاسکے۔ ہم اس کو دور کرسکتے ہیں۔ بشرطیکہ جماعت کے مخلصین اس تحریک کی اہمیت کو سمجھیں۔ اور اس پر عمل کریں۔ اگر چوتھا حصہ بھی جماعت کا عمل کرے۔ تو یقینی بات ہے۔ کہ بوجھ اتر جائے۔ پس یہ معمولی اور چھوٹی سی بات ہے۔ **اگر اس مد میں روپیہ جمع نہ ہو۔ تو میں یہ نہیں مانوں گا۔ کہ دوستوں کے پاس روپیہ نہیں۔ بلکہ یہ سمجھوں گا۔ کہ اس طرف توجہ نہیں کی گئی۔**"

گو حضور کے ان ارشادات کی تعمیل میں اس وقت تک بہت سے دوستوں نے نئے حسابات کھلوائے ہیں۔ اور اپنا فالتو روپیہ صدر انجمن کے خزانہ میں داخل کروایا ہے مجھے یقین ہے۔ کہ ابھی سینکڑوں دوست ایسے ہیں۔ جنہوں نے اس طرف توجہ نہیں فرمائی۔ پس احباب کی خدمت میں التماس ہے۔ کہ صدر انجمن احمدیہ کی مالی امداد کرنے۔ اور ثواب حاصل کرنے کے اس آسان طریق پر خود بھی عمل کریں۔ اور دوسرے دوستوں کے علم میں بھی اس تحریک کو لائیں۔ اور انہیں اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیں۔ قواعد "امانت ذاتی" نظارت بیت المال سے منگوائے جاسکتے ہیں۔ (ناظر بیت المال)

ایک بواسیر کے مریض احمدی بھائی کی کہانی اسکی اپنی زبانی

مجھے بہت عرصہ سے بواسیر کی مرض نے تنگ کر رکھا تھا۔ ڈاکٹر حکیم اور وید علاج کر کے جواب دے چکے تھے۔ میں تقریباً مایوس ہو چکا تھا۔ کہ اخبار "الفضل" میں پڑھا۔ کہ حکیم **محمد صدیق صاحب پریذیڈنٹ** انجمن احمدیہ **چودھری غلام رسول صاحب** سب انسپکٹر زمینداره ٹیکس سکھیکے منڈی **ملک بشیر احمد صاحب احمدی** قادیان **جالی فارمیسی شاہدرہ** کی تیار کردہ گولیاں **بواسیر** کھانے کے لئے اور مرہم مسول پر لگانے کے لئے استعمال کر کے خود فائدہ اٹھا چکے ہیں۔ اور دیگر دوستوں نے بھی اس سے فائدہ اٹھایا ہے۔ آزمائش کے طور پر میں نے بھی ہر دو ادویات منگوائیں۔ امید سے بڑھ کر فائدہ اٹھایا۔ درد اور خون تو دوسرے دن ہی بند ہوگیا۔ میں **بواسیر** کے مریضوں سے سفارش کروں گا۔ کہ وہ مایوس ہونے سے پہلے

جالی فارمیسی شاہدرہ نزد لاہور

کی ہر دو ادویات قیمتی صرف تین روپے منگوا کر استعمال کریں۔ محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ایک نہایت محفوظ اور نفع مند کاروبار

دوست عموماً دریافت کرتے رہتے ہیں۔ کہ انہیں کوئی ایسا کاروبار بتایا جاوے۔ جو ایک طرف تو محفوظ ہو۔ اور اس میں خطرے کا احتمال کم ہو۔ اور دوسری طرف اس میں نفع کی بھی کافی توقع ہو۔ یہ ہر دو فائدے عموماً ایک جگہ جمع نہیں ہوا کرتے۔ یعنی بعض تجارتیں نفع مند بہت ہوتی ہیں۔ مگر ان میں خطرے کا پہلو کافی غالب ہوتا ہے۔ اور بعض میں خطرے کا پہلو تو کم ہوتا ہے۔ مگر ساتھ ہی نفع کی توقع زیادہ نہیں ہوتی۔ اور ایک حد تک اصولاً یہ درست بھی ہے۔ کہ جہاں کاروبار محفوظ ہو۔ وہاں کسی قدر نفع کی شرح گر جاتی ہے۔ لیکن حال ہی میں خدا کے فضل کے ماتحت سندھ میں ایک جننگ فیکٹری جاری کی گئی ہے۔ جس میں کپاس کے بنولوں کو جدا کرنے کا کام ہوتا ہے۔ اس کارخانہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ اور صدر انجمن احمدیہ کا بھی حصہ ہے۔ سندھ کا علاقہ چونکہ کپاس کے لئے خاص شہرت رکھتا ہے۔ اور اس میں اعلےٰ قسم کی کپاس کثرت کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ اور خدا کے فضل سے اس علاقہ میں سلسلہ نے نہایت وسیع پیمانہ پر اراضیات بھی حاصل کی ہیں۔ اس لئے یہ کارخانہ نہایت محفوظ حالت میں ہے۔ کیونکہ اپنی اسٹیٹوں کی پیدا کردہ کپاس ہی اس کے لئے بڑی حد تک کافی ہو جاتی ہے۔ یہ کارخانہ ایک لاکھ سے زائد روپیہ میں اعلےٰ درجہ کی مشینری سے قائم کیا گیا ہے۔ اور ریلوے اسٹیشن کے بالکل ساتھ ہے۔ اور امید کی جاتی ہے۔ کہ انشاء اللہ اس میں معقول منافع ہوا کرے گا۔ پس جو احباب محفوظ اور نفع مند کاروبار میں اپنا روپیہ لگانا چاہیں۔ ان کے لئے یہ نہایت عمدہ موقعہ ہے۔ کہ اس جننگ فیکٹری کے حصص خریدیں۔ فی حصہ دس روپے قیمت مقرر ہے۔ لیکن عام حالات میں ایک سو حصوں سے کم حصہ فروخت نہیں کیا جاتا۔ البتہ خاص حالات میں پچاس حصے تک بھی فروخت ہوسکتے ہیں۔ جو دوست اس کاروبار میں شریک ہونا چاہیں۔ وہ بہت جلد خاکسار کے ساتھ خط و کتابت فرمائیں۔ فرزند علی عفی عنہ سکرٹری بورڈ آف ڈائرکٹرس سندھ جننگ فیکٹری کنری سندھ (صدر دفتر قادیان دار الامان)

فاروق ایجنسی

دار الامان قادیان سے اگر کسی دوست کو کوئی چیز منگانی ہو۔ ادویات یا دیگر اشیاء۔ تو مینیجر فاروق ایجنسی قادیان کو براہِ راست لکھ کر منگائیں۔ عمدہ اور ارزاں نرخ پر ارسال ہوگی۔ جواب طلب امور کے لئے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا چاہیئے۔ (مینیجر فاروق ایجنسی)

ہمیشہ سلسلہ احمدیہ کی تمام نئی یا پرانی کتابیں قرآن مجید حمائلیں معرّا و مترجم سیپارے اور قاعدے

کتب خانہ قاسم العلوم

احمدیہ بازار قادیان سے طلب کریں۔ بارعایت اور جلد تعمیل ہوگی

(مینیجر کتب خانہ)

درخواست دعا:۔ حضرت حافظ ابو عبید اللہ غلام رسول صاحب وزیر آبادی عرصہ ۱½ سال سے مرضِ فالج میں مبتلا ہیں۔ مختلف علاج کئے گئے۔ لیکن ابھی تک صحتیاب نہیں ہوئے۔ حافظ صاحب موصوف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے پرانے مخلص صحابی اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کے دیرینہ خادم ہیں۔ اور ان کا وجود نہایت مفید ہے۔ احباب حافظ صاحب موصوف کی شفایابی کے لئے دردِ دل سے دعا فرمادیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاروق

جلد ۲۴ | قادیان دار الامان مورخہ ۲۷ جمادی الثانی سنہ ۱۳۵۸ھ مطابق ۱۴ اگست سنہ ۱۹۳۹ء | نمبر ۳۰

خطبہ جمعہ مورخہ ۱۴ جولائی سنہ ۱۹۳۹ء

انسان کی قلیل زندگی اور عظیم الشان ذمہ واری

فرمودہ حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہٖ بمقام لوئر دھرم سالہ

تشہد۔ تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ کے قانون میں ہمیں ہر جگہ ایک بیداری نظر آتی ہے۔ صرف انسان ہی ایک ایسا وجود ہے۔ جس میں سستی اور غفلت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور اس پر اگر ہوشیار بھی ہوتا ہے۔ تو دَورے آتے رہتے ہیں۔ اس کے خلاف ہم دیکھتے ہیں۔ چاند ہے۔ سورج ہے۔ ستارے ہیں۔ درخت ہیں۔ پودے ہیں۔ جھاڑیاں ہیں۔ ان چیزوں کے کاموں میں یا اور ہزاروں اور لاکھوں چیزیں ہیں۔ ان کے کاموں میں کبھی غفلت نہیں آتی۔

انسان کی زندگی

دنیا کے مقابلہ میں کتنی حقیر ہے۔ دنیا کی پیدائش کا اندازہ اربوں سال کا لگایا گیا ہے۔ اربوں سال کے مقابل انسان کی ساٹھ ستّر سال کی زندگی کیا حقیقت رکھتی ہے۔ بلکہ ہمارے ملک میں تو ستائیس سال کی اوسط نکلتی ہے۔ بعض ملکوں میں چالیس ہے۔ اور بعض میں پینتالیس ہے۔ اربوں سال کے مقابلہ میں ساٹھ ستّر کیا چیز ہے۔ پھر بچپن کی عمر ایک چوتھائی کے قریب اس میں سے نکل جاتی ہے۔ اور ایک تہائی حصہ عمر کا سونے میں گزر جاتا ہے۔ پھر چھ سات سال کھانے پینے وغیرہ حوائج میں نکل گئے۔ گویا بڑی سے بڑی عمر پانے والوں کو

تیس سال کا عرصہ

کام والا ملتا ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ گورنمنٹ پچپن سال پر پنشن دے دیتی ہے تو اس کے بعد کی عمر تو گننی نہیں چاہیئے۔ گویا پچیس سال اور نکل گئے۔ اور عمر کے کام کرنے والے حصہ سے بھی دس سال نکل کر کام کا عرصہ پندرہ بیس سال کا رہ گیا۔ مگر اس میں یہ کتنی دفعہ غلطیاں کرتا ہے۔ فرائض چھوڑتا ہے۔ غفلت سے کام لیتا ہے۔ اور دو چار سال گذرتے ہیں۔ تو کہتا ہے۔ میں کتنے عرصہ سے کام کر رہا ہوں۔ اب مجھے کام کرنا چاہیئے۔ حالانکہ دوسری چیزوں کے مقابل پر جن کو یہ خادم قرار دیتا ہے۔ اس کا عمل کتنا حقیر ہوتا ہے۔ اگر انسانی عمل کو فوقیت دی جاتی ہے۔ تو اس لحاظ سے کہ اس کا عقل کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ مگر بیسیوں دفعہ یہ کام کو ٹلا دیتا ہے۔ کبھی وقت پر حاضر نہیں ہوتا۔ کبھی اس وقت میں دوسرے کام کرنے لگ پڑتا ہے۔ اگر اس غفلت کے زمانہ کو نکال دیا جائے۔ تو در حقیقت پانچ چھ سال کا زمانہ کام والا نکلتا ہے۔ باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے اسے اشرف المخلوقات بنایا ہے۔ لیکن یہ قدر نہیں کرتا۔

میں سمجھتا ہوں۔ کہ انسان کو جو اتنی چھوٹی عمر دی گئی ہے۔ تو یہ اس پر

احسان کیا گیا ہے

کہ اتنے لمبے عرصہ تک اس بوجھ کو نہیں اٹھا سکتا۔ اور اسکی کمر اس بوجھ سے ٹوٹ جائیگی۔ حالانکہ دوسرے جانوروں کی عمریں لمبی ہوتی ہیں۔ امریکہ میں ایک کچھوا ہے۔ جس کی عمر سینکڑوں سال سے زیادہ ہے۔ اور اب تک وہ زندہ ہے۔ کہتے ہیں بعض کچھوؤں کی عمر عموماً ہزار ہزار سال ہوتی ہے۔ اور بے جان چیزوں کی عمر کا تو ٹھکانہ ہی نہیں۔ تو انسان کو اپنے اعمال ہمیشہ مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اسے

اشرف المخلوقات

بنایا ہے۔ اور اس کے ذمہ اہم کام ہیں۔ پھر کھانے، پینے۔ سونے میں عمر کا بہت سا حصہ صرف ہو جاتا ہے۔ ایک حصہ بچپن کا ضائع ہو جاتا ہے۔ اور ایک حصہ بڑھاپے کا۔ گویا مثال مکی کے پودے کی سی ہے۔ کہ اس کا اوپر کا حصہ بھی ردی ہوتا ہے۔ اور نچلا حصہ بھی ردی ہوتا ہے۔ اور بیچ میں چند دانے ہوتے ہیں۔ اسی طرح درمیان میں انسان کے لئے کام کا وقت آتا ہے۔ اگر اس میں بھی وہ کام نہ کرے۔ تو کتنے افسوس کی بات ہے جب کام کا وقت نکل گیا۔ تو سوائے پچھتانے کے اور کیا ہو سکتا ہے۔

مگر ہم دیکھتے ہیں۔ کہ اگر وہ اس عرصہ میں کام کرتا ہے۔ تو بہت عظیم الشان کام کر لیتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ۶۳ سال عمر پائی ہے۔ جو کہ زیادہ نہیں۔ ہر زمانہ میں سو سوا سو سال کی عمر پانے والے سینکڑوں لوگ پائے جاتے ہیں۔ اور میں نے احمدیوں میں بھی کئی ایسے دیکھے ہیں۔ اس لحاظ سے

نبی کریم صلے اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی عمر

نصف کے قریب بنتی ہے۔ مگر آپ نے اس تھوڑے سے عرصہ میں وہ عظیم الشان کام کیا۔ جس کی نظیر نہیں پائی جاتی۔ آپ عظیم الشان اس لحاظ سے تھے۔ کہ آپ نے سمجھا۔ کہ میرے ذمہ عظیم الشان کام ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا۔ کہ بلّغ ما انزل الیک۔ اور کسی کی بھی پرواہ نہ کرتے ہوئے آپ کھڑے ہو گئے۔

دنیا کے بد ترین ظلم

جو ہو سکتے تھے۔ آپؐ پر اور آپؐ کے صحابہؓ پر توڑے گئے۔ قریب ترین احساسات ماں باپ کے ہوتے ہیں۔ ایک صحابی جن کی عمر پندرہ سولہ سال کی تھی۔ اکلوتے بیٹے تھے۔ جب ایمان لائے۔ اور ان کی ماں کو پتہ چلا۔ تو وہ روئی پیٹی اور برتن توڑ دیئے۔ اور ان کے کھانے کے برتن الگ کر دیئے۔ کہ تمہیں کھانا الگ ملا کرے گا۔ اور کہا۔ کہ میں تمہاری شکل سے بیزار ہوں۔ تم نے ہماری ناک کاٹ دی ہے۔ اور پھر بھی جب اثر نہ ہوا۔ تو انہیں کہا۔ کہ گھر نہ آیا کرو۔ اس پر انہوں نے ماں سے کہا۔ گو مجھے آپ سے محبت ہے۔ لیکن حق کے مقابل پر اسکی کوئی حقیقت نہیں۔ پھر کئی سال باہر رہنے کے بعد واپس آئے۔ لیکن ماں نے پھر بھی یہی کہا۔ کہ میں تب گھر آنے دونگی۔ جب تم اسلام چھوڑ دوگے۔ اس پر پھر وہ چلے گئے۔ اور پھر ماں کو دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں جو ہوتا ہے۔ اس کو دیکھو ہماری جماعت میں معمولی کام کو بڑا کام اور معمولی تکلیف کو بڑی تکلیف سمجھنے لگ پڑتے ہیں۔ ایک دفعہ قادیان میں کچھ فساد ہوا۔ اور میں نے تحقیق کے لئے ایک دوست کو جو کمہار ہیں۔ ایک بات دریافت کرنے کے لئے بلایا۔ انہوں نے سمجھا۔ کہ میں گھبرا گیا ہوں۔ اور مجھے تسلی دینے کے لئے کہا۔ کہ یہ واقعہ کیا چیز ہے۔ اس سے بہت بڑھ کر مصیبتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں ہم پر آئی ہیں۔ ایک دفعہ ہم تالاب سے مٹی اٹھا رہے تھے۔ کہ مرزا نظام الدین صاحب آئے۔ اور کہا۔ کہ کون ہماری اجازت کے بغیر مٹی اٹھا رہا ہے۔ ان کو دیکھ کر سب لوگ بھاگ گئے۔ اور صرف میں ہی اکیلا وہاں رہ گیا۔ میں نے دعا کی۔ یا اللہ یہ ایسا ہی وقت ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و اٰلہٖ وسلم پر غار ثور میں آیا تھا۔ اس طرح وہ مجھے تسلّی دے رہے تھے۔ حالانکہ یہ ان کے

نفس کی بزدلی

تھی۔ میں حیران تھا۔ کہ اس شخص نے کتنے معمولی سے واقعہ کو غار ثور جیسے عظیم الشان واقعہ سے تشبیہ دی ہے۔ غرض یہ حالت ہے اس زمانہ کے لوگوں کی کہ چھوٹی چھوٹی ذمہ واری کے کاموں سے گھبرا جاتے ہیں۔ ریلوں وغیرہ سے آرام کی وجہ سے بجائے شکریہ میں بڑھنے کے

غفلت میں ترقی

ہو رہی ہے۔ اور کام میں بڑھنے کی بجائے اسکی مقدار اور اس کا معیار کم ہو رہا ہے۔

اور کھانے پینے کی چیزوں میں زیادتی کے ساتھ غفلت میں بھی زیادتی ہوتی چلی جاتی ہے۔ اور انسان کو فاقہ رہنے کی مشق کم ہو رہی ہے۔ ان کی زندگی وحوش کی سی ہے۔ بلکہ

وحوش کی زندگی

ان سے اچھی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ انھم الا کالانعام بل ھم اضل۔ انسان چوری کرتا ہے۔ کسی کا مال اٹھا کر لے جاتا ہے۔ تو یہ فعل بُرا سمجھا جاتا ہے۔ لیکن ایک کتا اٹھا کر لے جائے۔ تو یہ فعل اس کے لئے بُرا نہیں۔ کیونکہ وہ اس قانون کا پابند نہیں۔ جس کا انسان پابند ہے۔ وحوش بھی کسی قانون کے ماتحت ہیں۔ اور جو باتیں ان کی سرشت میں ودیعت کی گئی ہیں۔ وہ ان کی پابندی کرتے ہوئے جان تک دے دیتے ہیں۔

ایک بزرگ کا واقعہ

لکھا ہے۔ کہ وہ آبادی سے دور جنگل میں رہتے تھے۔ ان کو اسی جنگل میں ہمیشہ کھانا پہنچ جایا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اللہ تعالیٰ نے کچھ آزمائش کی۔ اور ان کو تین دن تک کھانا نہ آیا۔ اس پر گھبرا کر وہ شہر کی طرف چل پڑے۔ اور ایک دوست کے مکان پر پہنچے۔ جس نے تین روٹیاں اور سالن دیا۔ وہ لے کر پھر جنگل کی طرف چل پڑے۔ شاید روزہ ہوگا۔ اور روزہ کھول کر کھانا کھانا ہوگا۔ کھانا دینے والے کا کُتا بھی ساتھ چل پڑا۔ انہوں نے دیکھا۔ تو ایک روٹی اور تہائی سالن اسے ڈال دیا۔ کہ اس کا بھی حق ہے۔ وہ کھا کر پھر پیچھے چل پڑا۔ انہوں نے پھر بقیہ کا نصف اسے ڈال دیا۔ وہ پھر کھا کر پیچھے ہو لیا۔ اس پر انہوں نے غصہ سے کہا۔ کہ کیسا بے شرم ہے۔ تین میں سے دو روٹیاں اس کے آگے ڈال چکا ہوں۔ پھر بھی پیچھا نہیں چھوڑتا۔ ان الفاظ کا ان کے منہ سے نکلنا تھا۔ کہ معاً انہوں نے کشفی حالت میں کُتے کو دیکھا۔ کہ سامنے کھڑا ہے۔ اور کہہ رہا ہے۔ کہ بے شرم میں ہوں۔ کہ تم ہو۔ میں لمبے عرصے سے اپنے مالک کے دروازہ پر پڑا ہوں۔ اور بعض اوقات سات سات روز تک مجھے فاقے پر فاقے آتے ہیں۔ مگر مجھے خیال تک نہیں آتا۔ کہ اس کا دروازہ چھوڑ کر کسی اور کے دروازے پر چلا جاؤں۔ ایک تم ہو۔ کہ تین دن کھانا نہیں ملا۔ تو بھاگ کر شہر کی طرف آگئے۔ اس کشف سے وہ ایسے متاثر ہوئے۔ کہ بقیہ کھانا بھی کتے کے آگے پھینک کر خالی ہاتھ جنگل کی طرف چل پڑے۔ یہ خدا تعالیٰ نے اس بزرگ کو سمجھانے کے لئے کیا۔ اور وہ سمجھ گئے۔ واپس گئے۔ تو جیسا اللہ تعالیٰ ان کے لئے پہلے کھانے کا سامان کر دیا کرتا تھا۔ کسی کے دل میں ڈالا۔ اور وہ کھانا لئے ان کا انتظار کر رہا تھا۔ کہ نہ معلوم آج کدھر چلے گئے۔ سو ان جانوروں کے لئے انسانی قانون نہیں۔ مگر جو قانون ان کے لئے مقرر ہے۔ وہ اس پر عمل کرتے ہیں۔ ان میں وفاداری ہوتی ہے۔ جان بھی دے دیتے ہیں۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے بل ھم اضل فرمایا ہے۔ کہ

انسانی زندگی ان جانوروں سے بھی بدتر

ہوتی ہے۔ سوائے ان لوگوں کی زندگی کے جو اللہ تعالیٰ کے احکام پر چلتے ہیں۔ انسان اپنی رنگ رلیوں میں لگا رہتا ہے۔ یہ نہیں سمجھتا۔ کہ اس پر قوم کی کیا ذمہ واری ہے۔ ملک کی کیا ذمہ واری ہے۔ اور بحیثیت انسان کیا ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ اور بحیثیت مخلوق کیا ذمہ واری عائد ہوتی ہے۔ مومن کو سیدھا راستہ اختیار کرنا چاہیئے۔ اور بُری عادات چھوڑنی چاہئیں۔ بے شک ایک دن میں انسان کامل نہیں ہو سکتا۔ لیکن صحیح راستہ پر چل رہا ہو۔ تو ایک نہ ایک دن وہ منزل تک پہنچ ہی جائے گا۔

پرانے بزرگوں نے

خرگوش اور کچھوے کی مثال

بنائی ہے۔ اور اس میں ظاہر کیا ہے۔ کہ خرگوش اپنی دوڑ پر ناز کرتے ہوئے منزل سے پہلے سو گیا۔ اور کچھوا آہستہ آہستہ چلتا گیا۔ اور منزل مقصود پر پہنچ گیا۔ جس سے ظاہر ہے۔ کہ جب انسان صحیح راستہ چل پڑتا ہے۔ تو خواہ اسکی چال سست ہو۔ ایک نہ ایک دن گوہر مقصود اسکو حاصل ہو ہی جاتا ہے لیکن جو شخص

صحیح راستہ

اختیار نہیں کرتا۔ یا کچھ دیر چل کر غافل ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق کس طرح توقع ہو سکتی ہے۔ کہ وہ منزلِ مقصود تک پہنچ جائے گا۔ ہر انسان نے مرنا ہے۔ گو ہر انسان خیال یہی کرتا ہے۔ کہ اس پر موت نہیں آئے گی۔ پیشتر اس کے کہ وہ اٹل گھڑی آجائے۔ ہمیں

اصلاح کی طرف قدم اٹھانا چاہیئے۔

اور اپنے فرائض کو سمجھنا چاہیئے۔ اور ان کی ادائیگی کے لئے پوری طرح کوشاں رہنا چاہیئے

روم کے عیسائیوں کی مذہبی رسومات

(فاروق کے نامہ نگار خصوصی کی چٹھی)

یہ امر تاریخ بینوں سے مخفی نہیں۔ کہ زمانہ قدیم سے ہی "روم" عیسائیت کا مرکز رہا ہے۔ اور اسکی شہرت اب تک لوگوں کے دلوں سے محو نہیں ہوئی۔ اور اسفار قدیمہ و آثار پارینہ نئی پود کو ان کے باپ دادوں کی شان و شوکت کی یاد تازہ کرانے کے لئے بہت کافی ہیں۔ اور ان کے خون کو گرمانے کے لئے ان کے حوصلوں کو بڑھانے کے لئے ان کی امیدوں میں نئی روح پیدا کرنے کے لئے اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ اگرچہ آج کل کے یہاں رہنے والوں کے دلوں پر وہ اثر نہیں ہوتا۔ جو ان پرانی شاندار کھنڈرات کے مشاہدے سے ہونا چاہیئے۔ جس کی دو وجہیں ہیں۔ **اول** ۔ طبعی طور پر ایک چیز کو بار بار دیکھنے سے آہستہ آہستہ اس کا حقیقی اثر محو ہو جاتا ہے۔ دوسرے موجودہ زمانے کی حالت فضائی نے لوگوں کو مجبور کر رکھا ہے۔ کہ وہ مادیت کی طرف رجحان و میلان رکھیں۔ ان دو وجہوں سے مذہبی روح آج کل بہت کچھ کمزور ہو چکی ہے۔ لیکن موجودہ زمانے میں اٹالین حکومت کی کشتی کا کپتان مینور مسولینی اسی مادیت کی تہ میں وہ پُرانی کھوئی ہوئی شان و شوکت کو دوبالا کرکے ظاہر کرنا چاہتا ہے۔ بہت ممکن ہے۔ کہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو۔ اور اسکی امید بر آئے۔ جیسا کہ آثار سے ظاہر ہے۔ خیال کامیابی کی طرف ہی جاتا ہے۔ واللہ اعلم

اب میں کچھ حالات یہاں کی مذہبی حیثیت سے بیان کرتا ہوں۔ روم کی آبادی اس وقت ملین کے قریب ہے۔ اور یہ روز بروز ترقی کر رہی ہے۔ ایک تو بعض دوسرے شہروں کے لوگ اپنا جائے قیام اسکو بنا رہے ہیں اور بعض وہ لوگ جو کہ عرصہ سے اپنے وطن کو چھوڑ چکے تھے۔ وہ حکومت کے مطالبے پر واپس ہو رہے ہیں۔ اور یہ ترقی بہت سرعت سے ہو رہی ہے۔ مذہبی لحاظ سے عیسائیت کے کیتھلک فرقے کا اب بھی روم ہی مرکز ہے۔ اور ہزارہا لوگ سالانہ یہاں اپنی مذہبی اغراض کے لئے آتے ہیں۔ اور دوسرے فرقے بھی یہاں ہیں۔ مگر کثرت مذکورہ فرقے کی ہے۔ یہاں پر گرجوں کی تعداد ہزار سے کچھ اوپر پہنچی ہوئی ہے۔ پہلے بہت زیادہ تھے۔ مگر اب ان میں کمی آ رہی ہے۔ بعض جگہوں کو حکومت کے لئے کام میں لایا جا رہا ہے۔ یا بڑے گرجے کو چھوٹا کر دیا جاتا ہے۔ مگر سات نہایت ہی مشہور اور بڑے گرجے ہیں۔ (۱) مقدس پطرس کا گرجا۔ یہ روم میں بلکہ دنیا میں سب سے بڑا گرجا ہے۔ اور بہت ہی شاندار ہے۔ عمارت و ظاہری نقش و نگار نہایت عمدہ ہے۔ اور اس پر دل کھول کر خرچ کیا گیا ہے۔ (۲) مقدس پولوس کا گرجا۔ (۳) مقدس صلیب (۴) مریم مقدسہ (۵) مقدس یوحنا کا گرجا۔ (۶) مقدس سوباستیان۔ یہ ایک مشہور (Saint) تھا۔ جو کہ تیروں سے قتل کیا گیا تھا۔ اب اسکی یاد میں ایک بہت بڑا گرجا ہے۔ جس میں اس کا بُت رکھا ہؤا ہے۔ اور اس کے جسم میں بہت سے تیر لگے ہوئے ہیں۔ نہایت عجیب منظر پیش کرتا ہے۔ (۷) مقدس لورنس کا گرجا۔

چونکہ یہاں پر قریباً تمام فرقے ہیں۔ اور بہت سے لوگ دیگر ممالک کے بھی ہیں۔ اس لئے ہر ایک فرقے کا علیحدہ علیحدہ گرجا ہے۔ اسی طرح ان کے علیحدہ علیحدہ کالج ہیں۔ جس میں ان کے اپنے اصولوں کے مطابق تعلیم دی جاتی ہے۔ کالج تو بہت ہیں۔ مگر ڈگری دینے والی صرف دو یونیورسٹیاں ہیں۔ جبکہ گرجوں کی اتنی تعداد ہے۔ تو طبعی طور پر پریسٹوں کی تعداد اور بھی زیادہ ہوگی۔ اس وجہ سے یہاں پر بہت پریسٹ ہیں۔ اور ان کے بہت سکول اور کالج ہیں۔ اور ان کا محکمہ بہت مالدار ہے۔ یہاں پر پریسٹ بھیڑ بکری کے ریوڑوں کی طرح پھرتے ہیں۔ اور مذہبی تعلیم کے لئے دیگر ممالک سے بھی لڑکے آتے ہیں۔ ہندوستان سے بھی بعض لڑکے آئے ہوئے ہیں۔ جو کہ خاص بڑے طبقے سے نہیں ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ روم میں مسلمانوں کے لئے کوئی مسجد نہیں۔

باوجودیکہ یہاں کافی مسلمان ہیں۔ عید وغیرہ کے لئے مصری سفارت خانے کو استعمال کیا جاتا ہے۔

ہر ایک مرنے والے کے متروکہ مال میں سب سے بڑے "پوپ" کا بھی حصہ ہوتا ہے موجودہ پوپ کا نام pius-12 ہے۔ موجودہ حکومت کو اگر مالی امداد کی ضرورت ہو۔ تو وہ پوپ سے ہی لی جاتی ہے۔

ہر ایک فرقے کے پرلیسٹوں کے لباس علیحدہ علیحدہ ہیں۔ اور یہ لباس ان کے لئے ضروری ہیں۔ اگر یہ لباس نہ ہو۔ تو پرلیسٹ نہیں گردانا جاتا۔ یہ صرف مردوں میں ہی نہیں بلکہ ہزارہا پرلیسٹ عورتیں بھی ہیں۔ جنہوں نے اپنے آپ کو گرجے کے لئے تبلیغ و دیگر امور کے لئے وقف کر رکھا ہے۔ ان کا بھی علیحدہ لباس ہے۔ چنانچہ لنگڑوں۔ لولوں۔ اپاہجوں وغیرہ ہر ایک قسم کے معذوروں کا کام ان عورتوں کے ہی سپرد ہے۔ ان کو "Nuns" کہتے ہیں۔ ہسپتالوں میں یہی Nuns کام کرتی ہیں۔ پرلیسٹ بننے کے لئے بہت سی شروط ہیں۔ سب سے بڑی شرط یہ ہے۔ کہ یہ کبھی شادی نہیں کر سکتے۔ بعض دیگر مثلاً "پراٹسٹنٹ" فرقے کے پرلیسٹ ایک دفعہ شادی کر سکتے ہیں۔ اگر بیوی فوت ہو جائے۔ تو دوبارہ نہیں کر سکتے۔ مگر کیتھلک پرلیسٹ کے لئے بالکل ممانعت ہے۔ اس لئے بعض منچلوں نے بعض برتنوں پر یہ فقرہ نقش کر دیا ہے۔ "آدمی بغیر بیوی کے ایسا ہے۔ جیسا کہ آدمی بغیر عقل کے۔"

بچہ پیدا ہونے پر رسوم

یہاں پر اگر کسی کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہو۔ تو دو تین دن کے بعد یا تو پرلیسٹ کو گھر میں بلاتے ہیں۔ یا بچے کو گرجے میں لے جاتے ہیں۔ جہاں کہ اسکو "بپتسمہ" دیا جاتا ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ پرلیسٹ ایک کتاب کھول کر جلدی جلدی دعائیں پڑھتا جاتا ہے۔ اور بچے کے سر پر ہاتھ پھیرتا جاتا ہے۔ گاہ گاہ قدرے نمک بھی بچے کے منہ میں ڈال دیتا ہے۔ اور یہ لفظ کہتا ہے۔ کہ اے اللہ۔ یہ بچہ ابھی چھوٹا ہے۔ کسی قسم کی بُرائی بھلائی کو نہیں سمجھتا۔ اسلیئے میں اسکی نیکی بدی کا آئندہ کے لئے ذمہ وار ہوتا ہوں۔ یہ ضروری ہے۔ کہ بچے کو وہی بپتسمہ دے۔ جس کے ماتحت وہ گھر ہے۔ (یہاں پر ہر ایک پرلیسٹ کے ماتحت سو ڈیڑھ سو گھر ہوتے ہیں۔ جو ان کی مذہبی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اگر کوئی ایسا محلہ ہو۔ جو کہ مالدار ہے۔ تو قدرے جھگڑے بھی ہو جاتے ہیں۔

پرلیسٹ کی اس رسم کے بعد ایک مرد اور عورت کو جو کہ خواہ رشتہ دار ہی ہوں۔ وہ بھی عہد کرتے ہیں۔ کہ ہم اس لڑکے کے مستقبل کی ہر طرح حفاظت کریں گے۔ اور اپنی ممکن امداد بہم پہنچاتے رہیں گے۔ ان کا نام گاڈ فادر گاڈ مدر (God father) (God mother) (ماں خدا) (باپ خدا) ہوتا ہے۔ پھر سات سال کی عمر میں یا اس سے اوپر ایک اور رسم ادا کرتے ہیں۔ کہ بچے کو گرجے میں لے جاتے ہیں۔ جہاں ایک قسم کی روٹی مہیا کی جاتی ہے۔ جو کہ بہت خستہ ہوتی ہے۔ اور یہ اس بات کی یاد ہوتی ہے۔ کہ یہ سب سے اخیری کھانا ہے۔ جو کہ حضرت عیسیٰ نے کھایا اور اس کے بعد صلیب پر کھینچے گئے۔ یسوع مسیح نے اپنے شاگردوں کو یہ کہتے ہوئے روٹی دی۔ "لو یہ میرا جسم ہے۔ کھاؤ۔ شراب دی کہ لو یہ میرا خون ہے" انہی الفاظ کو دہراتے ہوئے پرلیسٹ وہ روٹی اس بچے کو دیتا ہے۔ اور دیگر حاضرین کو بھی۔ یہ روٹی عیسائیت میں سب سے بڑی متبرک چیز ہے۔ اس کا نام (blessed sacred) ہے اس کے بعد بچے کو بالکل سفید کپڑے پہنا دیتے ہیں۔ گویا کہ وہ اب قدرے کیتھلک مذہب کو سمجھ گیا ہے۔ کیتھلک لوگ اس روٹی کو واقعی حضرت عیسیٰ کا جسم مانتے ہیں۔ مگر پراٹسٹنٹ اسکو اسکی یادداشت اور تمثیل سمجھتے ہیں۔ جب اور کچھ بچہ بڑا ہو جاتا ہے۔ تو رسم (confir mation) ادا کرتے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ کے اس قول کی طرف اشارہ ہے۔ کہ "میں جا کر پاک روح کو بھیجوں گا۔ جو کہ تمہارے ساتھ رہیگی" اس کے لئے مقدس لوقا کی کتاب سے ایک خاص جز پر ہاتھ رکھتے ہیں۔ اور بہت دعائیں کرتے ہیں۔ اور سمجھ لیتے ہیں۔ کہ مقدس روح اس برکت حاصل کرنے والے میں آگئی۔ یہ رسم صرف بشپ ادا کر سکتا ہے۔ اور دوسرا معمولی حیثیت کا پرلیسٹ نہیں کر سکتا۔ اور اس رسم کے ادا کئے بغیر شادی نہیں ہو سکتی۔

مرنے کے وقت کی رسوم

پھر نزع کے وقت پرلیسٹ آکر دعائیں کرتا ہؤا قریب المرگ آدمی پر تیل ڈالتا ہے۔ تاکہ سہولت سے جان نکل جائے۔ اس رسم کا نام "extreame unction" ہے۔ اس کے علاوہ تمام زندگی میں خواہ ہر روز ہر ہفتے خواہ مہینے میں ایک دفعہ خواہ سال میں جب کوئی چاہے۔ پرلیسٹ کے پاس جاکر اپنے گناہوں کا اقرار کرے۔ اور توبہ کرے کہ آئندہ میں اپنے پختہ ارادے سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ یہ گناہ نہیں کروں گا۔ اس کو (confsse) کہتے ہیں۔ اس کے لئے لکڑی کا ایک کمرہ جیسا ہوتا ہے۔ جس میں ایک طرف پرلیسٹ ہوتا ہے۔ دوسری طرف اقرار کرنے والا آدمی۔ مگر نہ پرلیسٹ آدمی کو دیکھ سکتا ہے۔ اور نہ آدمی پرلیسٹ کو۔ ہاں صرف آواز سن سکتا ہے۔

کیتھلک فرقہ کا حج

کیتھلک فرقے کے لوگ حج کے لئے روم میں آتے ہیں۔ حج کے لئے کوئی خاص وقت یا خاص لباس مقرر نہیں ہے۔ جب کوئی چاہے۔ آ سکتا ہے۔ ہاں ہر ۲۵ سال کے بعد ان کا حج اکبر ہوتا ہے۔ جس میں تمام تو نہیں بلکہ اکثر لوگ آتے ہیں۔ اور حج کرنے میں اس کے لئے مذکورہ سات بڑے گرجے مقرر ہیں۔ سب سے پہلے ایک گرجے میں جاتے اور لمبی چوڑی دعائیں کرتے ہیں۔ گناہوں کا اقرار و توبہ وغیرہ کرتے ہیں۔ اسی طرح ساتوں گرجوں کا چکر لگاتے ہیں۔ اور ہر ایک گرجے میں دعا کرتے جاتے ہیں۔ جب یہ چکر ختم ہؤا۔ تو اب اس کا حج ختم ہو گیا۔

اس کے بعد اگرچہ ضروری نہیں۔ مگر مستحب ہے۔ جو اکثر لوگ کرتے ہیں۔ جس کی تفصیل یہ ہے۔ کہ قریباً ۳۳ کے قریب سیڑھیاں ہیں۔ کہتے ہیں۔ کہ ان سیڑھیوں پر سے اتار کر مارتے ہوئے حضرت عیسیٰؑ کو پھانسی دیا تھا۔ اور حضرت عیسےٰ کا خون بھی ان سیڑھیوں پر ہے۔ کہتے ہیں۔ یہ یوروشلم سے لائی گئی ہیں۔ ان ۳۳ سیڑھیوں پر گھٹنوں کے بل چڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ انتہا تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہاں سے دوسری طرف سیڑھیاں ہیں۔ جہاں سے واپس اتر آتے ہیں۔ مذکورہ سیڑھیوں پر پاؤں ہرگز ہرگز نہیں لگاتے۔ بلکہ گھٹنے ٹیکتے ہیں۔ یہ کام بہت ہی مشکل ہے۔ بعض بوڑھے آدمی کئی گھنٹوں میں پورا کرتے ہیں۔ باوجودیکہ سخت مشکل ہے۔ پھر بھی زیادہ تر لمبی عمر کے لوگ ہی اس رسم کو ادا کرتے ہیں۔ مگر آج کل فشٹ پارٹی کے اکثر لوگ مینور مسولینی کے والدین کی قبروں پر حج کے لئے جاتے ہیں۔ کیونکہ مسولینی بہت پاک اور اپنی قوم کو ترقی دینے والا شخص ہے۔

عیسائیوں کے نزدیک سات پاک چیزیں ہیں۔ (۱) بپتسمہ (۲) مقدس روٹی۔ (blessed sacred) (۳) لوقا کی کتاب کے ایک جز پر ہاتھ رکھ کر پاک روح حاصل کرنا (confirmation) (۴) (confess) اپنے گناہوں کا اقرار۔ (۵) شادی کرنا (۶) Extrme unction مقدس تیل (۷) Sacred orders وہ احکام جو کہ بشپ کسی شخص کو پرلیسٹ بناتے وقت دیتا ہے۔ (باقی آئندہ)

تحریک قرضہ ایک لاکھ

احباب کو معلوم ہے۔ کہ ۱۹۳۴ء میں ایک تحریک قرضہ ساٹھ ہزار روپے کے نام سے کی گئی تھی۔ اس تحریک کے ماتحت اصل زر وصول شدہ کی مقدار ۵۷ ہزار کے قریب پہنچ گئی تھی۔ اس قرضہ کی کل رقم اللہ کے فضل سے حسب وعدہ پائی پائی کرکے واپس کر دی گئی تھی۔ اور ماہ مئی ۱۹۳۷ء میں اسکو آخری طور پر بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد ۱۹۳۵ء میں ایک قرضہ چالیس ہزار کے نام سے جمع کیا گیا۔ اس میں اصل وصولی ۴۲ ہزار کے قریب ہوئی۔ یہ قرضہ بھی پورا پورا ادا کر دیا گیا۔ اور اسکی آخری ادائیگی فروری ۱۹۳۸ء کو ہوئی۔

اس کے بعد تحریک قرضہ ایک لاکھ جاری کی گئی۔ برخلاف پہلے دو قرضوں کے جن میں ایک مقررہ رقم ماہوار بذریعہ قرعہ تقسیم کی جاتی تھی۔ قرضہ ایک لاکھ میں جتنی رقمیں لی گئیں۔ وہ ایک مقررہ میعاد کے لئے لی گئیں۔ یہ میعاد پانچ سال سے لے کر ایک سال تک کے لئے تھی۔ لیکن اگر کسی دوست کو اشد ضرورت کی وجہ سے اس روپیہ کے جلد واپس لینے کی ضرورت پڑی۔ تو کسی ایسی درخواست کو مسترد نہیں کیا گیا۔ اور روپیہ قبل از وقت واپس کر دیا گیا۔ چنانچہ اس وقت تک کل رقم قرضہ جو اس ایک لاکھ کی تحریک کے ماتحت واپس کی جا چکی ہے اسکی مقدار انتالیس ہزار روپے کے قریب ہے۔ بذریعہ اعلان ہذا تمام احباب کو مطلع کیا جاتا ہے۔ کہ جس کسی دوست کی میعاد قرضہ ختم ہو گئی ہو۔ ان کو چاہیئے۔ کہ اصل رسید بھیجکر روپیہ طلب فرما لیا کریں۔ اور جن دوستوں کو قبل از وقت روپیہ لینے کی اشد ضرورت پیدا ہو جائے ان کو بھی ان کا روپیہ واپس دینے کی حتی الوسع پوری کوشش کی جائے گی۔ آئندہ انشاء اللہ واپس شدہ رقوم کا اعلان وقتاً فوقتاً کیا جایا کرے گا۔ فرزند علی عفی عنہ ناظر بیت المال قادیان۔

تبلیغی رپورٹ مشن ہائے بیرون ہند تحریک جدید

پورو وکرتو (جاوا) مشن

سید شاہ محمد صاحب مکتوب محررہ ۲۶ر جولائی میں اپنی صحت کی اطلاع دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۳ر جولائی سے ۲۶ر جولائی تک ہفتہ وار وزن لیا جاتا رہا۔ ۲۰ر جون سے ۲۶ر جولائی تک قریباً ۲ پونڈ وزن کم ہو گیا ہے۔ جس کا سبب معدہ کی خرابی ہے۔ اس تکلیف نے ڈائینسٹری کی شکل اختیار کر لی ہے۔ جس کا علاج بذریعہ انجکشن شروع ہے امید ہے۔ چار پانچ روز تک آرام آ جاویگا۔ خون کا بھی test کیا گیا تھا۔ الحمد للہ کہ خون normal اور اچھا ہے۔ ۱۴ر جولائی کے بعد پانچ روز معمولی حرارت رہی۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے بائیں پھیپھڑہ کی تکلیف میں بھی کمی ہے۔ اور دایاں پھیپھڑہ بالکل صحیح و سلامت ہے۔ صحت کاملہ کے لئے حضور اقدس سے دعا کے ملتجی ہیں۔

سرابایا مشن

ملک عزیز احمد صاحب رپورٹ محررہ ۱۹ر جولائی میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں دو نئے احباب سلسلہ عالیہ میں داخل ہوئے۔ علاوہ انفرادی تبلیغ کے ہر اتوار کو غیر احمدیوں کی تبلیغ کے لئے جلسے کا انتظام کیا جاتا ہے۔ ہر بدھ کو قرآنمجید کا درس اور جمعہ کی رات کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا جاتا ہے۔ بذریعہ خطوط بھی پیغام حق پہنچایا گیا۔ "مسیح موعود کے کارنامے" کا ترجمہ کر رہا ہوں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں ایک احمدی کی شادی ہوئی۔ اور ایک احمدی بھائی نے لڑکے کا ختنہ کرایا۔ اور دو احمدیوں کے ہاں لڑکے پیدا ہوئے۔ جن میں سے ایک اسی روز فوت ہو گیا۔ ان سب موقعوں پر جانا پڑا انفرادی طور پر احمدیوں کو تربیت کی طرف توجہ دلائی۔ اپنی صحت اور جماعت کی ترقی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

ہانگ کانگ مشن :۔

چودھری محمد اسحاق صاحب شروع ماہ سے بعارضہ پیچش بیمار ہیں۔ اب بفضلہ کچھ آرام ہے۔ پہلا مکان چھوڑ کر شہر کی اچھی آبادی میں 30/-/- روپیہ کرایہ پر مکان مل گیا ہے۔ اس مکان کے پڑوسی ایک ہندوستانی معزز ہیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ شروع کیا۔ اور صداقت احمدیت کو قبول کر کے اعلان کر دیا ہے۔ اور مخالفت شروع ہو گئی ہے۔ وہ پوسٹ آفس میں ۲۰۰/-/- ڈالر کے قریب لے رہے ہیں۔ جلد ہی ہندوستان آنے والے ہیں۔ قادیان بھی جاویں گے۔ وہ حضور اقدس سے دعا کے لئے ملتجی ہیں۔ ان کی استقامت اور ترقی ایمان کے لئے دعا فرمائی جاوے۔ خاکسار کی صحت کاملہ کے لئے بھی دعا فرمائی جاوے۔

سنگاپور مشن

مولوی غلام حسین صاحب ایاز ۱۳ر جولائی کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ جمعیۃ دعوۃ اسلامیہ کے جلسے میں شمولیت کے لئے انہوں نے بلایا۔ جس پر پانچ آدمی وہاں گئے۔ انہوں نے جلسہ میں بہت زہر اگلا۔ اور کہا۔ کہ احمدیوں کا قتل کرنا جائز ہے۔ کیونکہ یہ کافر ہیں۔ جلسہ ختم ہونے پر ان سے جواب کے لئے وقت مانگا۔ تو انہوں نے مارنا شروع کر دیا۔ اور گھسیٹتے گھسیٹتے مسجد سے باہر دھکیل دیا۔ بہت سخت مارا۔ عبدالحمید صاحب کو بھی مارا۔ مجھ سے درد کی وجہ سے کھانا بھی کھایا نہیں جاتا۔ عبدالحمید صاحب کو قادیان کے لئے جہاز پر روانہ کیا۔

۱۴ تا ۲۱ر جولائی کی ڈائری میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ بارہ آدمیوں میں تبلیغ کی۔ جن میں سے چار ریاست جوہر سے آئے۔ اور ظاہر کیا۔ کہ وہ احمدی ہونا چاہتے ہیں۔ حالات سنائے گئے۔ انہوں نے ہر جمعہ آنے کا وعدہ کیا۔ ان دنوں یہاں بہت مخالفت ہے۔ جس طرف نکلوں۔ گالیاں دی جاتی ہیں۔ ترقی جماعت اور خاکسار کے لئے حضور سے دعا کی درخواست ہے۔

عبدالحمید صاحب مورخہ ۳۱ر جولائی کو بخیر وخوبی قادیان پہنچ گئے ہیں۔ مولوی صاحب ان کے لئے بہت بہت دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

بونس آئرس مشن

مولوی رمضان علی صاحب اپنے مکتوب مورخہ ۲۶ ۷/۳۹ میں لکھتے ہیں۔ کہ ماہ جولائی کا الاؤنس ابھی تک وصول نہیں ہوا۔ مجھے اپنے کمرے کا کرایہ پیشگی ادا کرنا ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں مالی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔ از راہ کرم ہر ماہ کا الاؤنس اس کے شروع ہونے سے پیشتر ہی یہاں پہنچا دینے کا انتظام فرمادیں۔ کہ خاکسار کا تجدید وقف منظور ہوا ہے۔ یا نہیں؟ عرصہ زیر رپورٹ میں تبلیغی کام باقاعدہ ہوتا رہا۔ ایک دو لیکچر ہوئے۔ ایک کا موضوع تھا ازروئے اسلام شادی بیاہ کی حکمتیں۔ عربی اخبار "الاستقلال" کے لئے ایک مضمون اور "فاروق" کے لئے ایک مضمون لکھا گیا۔ ایک اسماعیلی۔ ایک انگریز اور ایک رومن کیتھولک عیسائی سے ملاقات ہوئی۔ کیتھولک عیسائی صاحب نے دوران گفتگو میں کہا۔ کہ بہ نسبت اٹلی کے عیسائیت ارجنٹائن میں زیادہ زور پر ہے۔ اور نیز یہ کہ اب عیسائی مذہب زوال ہی پر ہے۔

جاپان مشن

مولوی عبدالغفور صاحب جاپان ۱۶-۲۳ر جون کی رپورٹ میں تحریر فرماتے ہیں۔ کہ عرصہ زیر رپورٹ میں ضروریات روزمرہ کے علاوہ مسٹر شمیزو کی بیمار پرسی کے لئے گیا۔ فرانس سے آئے ہوئے ایک پروفیسر صاحب سے ملاقات ہوئی۔ اور ایک فلاسفر سے ملاقات ہوئی۔ اور ایک مضمون سن رائز کے لئے لکھا۔

نیز اپنے مکتوب مورخہ ۱۱ ۷/۳۹ میں لکھتے ہیں کہ بعض نئے دوستوں کو تبلیغی خطوط لکھے گئے۔ جاپانی زبان کی تعلیم جاری ہے۔ مسٹر شمیزو کی صحت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ اب باتیں کر لیتے ہیں۔ مسٹر Tomita آئے۔ کوبے میں انگریزوں کے خلاف مظاہروں کا حال بیان کیا۔ بتلاتے تھے۔ کہ جلوس میں دس لاکھ آدمی شامل تھا۔ مسٹر آئے کہنے لگے۔ کہ میں نے بدھ ازم اور عیسائیت کا مطالعہ کر لیا ہے۔ اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں۔ ان دنوں جاپان میں اسلام کا گہرے طور پر مطالعہ ہو رہا ہے۔ سوسائٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ کئی رسالے اسی لئے وقف ہیں۔ حافظ صاحب سے انہوں نے اسلام کی تعلیم کی درخواست کی۔ والسلام۔ ناظم تبلیغ تحریک جدید بیرون ہند۔

ستیہ گرہ اور گاندھی جی

حیدرآباد کے آریہ سماجی ستیہ گرہ کے سلسلے میں ایک دلچسپ اور حیرت انگیز خبر جو اخبارات میں شائع ہوئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حکومت حیدرآباد کی طرف سے اصلاحات کے نفاذ کا جو اعلان شائع ہوا تھا۔ اس کے ردّ و قبول کے متعلق ستیہ گرہ کے لیڈروں نے سب سے پہلے جس شخص سے مشورہ کیا۔ وہ "ہندوستان کے سب سے بڑے قومی لیڈر" گاندھی جی مہاراج ہیں۔ اگرچہ یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔ کہ اس تحریک کی روح رواں وہی ہندو ہیں۔ جو بڑے سرگرم کانگرسی ہیں۔ لیکن چونکہ کانگرس نے بحیثیت جماعت اس تحریک کے ساتھ بوجہ اسکی "فرقہ دارانہ نوعیت" کے اپنے آپ کو منسوب نہیں کیا۔ اسی لئے یہ گمان نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کہ گاندھی جی جو نہ صرف سب سے بڑے کانگرسی ہیں۔ بلکہ اپنے قول و فعل میں ظاہر اور پوشیدہ طور پر صداقت کی پیروی کرنے کے مدعی ہیں۔ اس تحریک کے ساتھ ایسا گہرا تعلق رکھیں گے۔ کہ اس تحریک کا جاری رہنا یا نہ جاری رہنا ان کی پسند اور مرضی پر منحصر ہو گا۔ ستیہ گرہ لیڈروں کا اعلان اصلاحات کے شائع ہونے کے معاً بعد گاندھی جی کے پاس مشورے کے لئے دوڑا جانا ظاہر کرتا ہے کہ در حقیقت اس تحریک کے "قائداعظم" گاندھی جی مہاراج ہیں۔

یہ امر واقعہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ گاندھی جی سب سے پہلے ہندو ہیں۔ اور اس کے بعد قومی لیڈر یا محبّ وطن یا کچھ اور انہیں "قومیتِ ہند" کا واحد لیڈر سمجھنا صحیح نہیں۔ گاندھی جی مہاراج کے اس طرزِ عمل میں اُن قوم پرست ہندوؤں کے اعتراض کا جواب یہی ہے۔ جو بعض مسلمان لیڈروں پر اس لئے اعتراض کرتے ہیں۔ کہ وہ فرقہ دارانہ نوعیت کی تحریکوں میں حصہ لیتے ہیں۔ اگر گاندھی جیسے سب سے بڑے قوم پرست کے لئے فرقہ وارانہ نوعیت میں حصہ لینا بلکہ سب سے بڑا حصہ لینا روا ہے۔ تو پھر مسلمان لیڈروں کے لئے کیوں نہیں۔

حیدرآباد میں ہندوؤں کی بلندی

دولت آصفیہ نے جس فیاضی سے آئینی اصلاحات

کا اعلان کیا ہے۔ اسے دوست اور دشمن سب نے بنظر استحسان دیکھا ہے۔ ہر مجلس نے حضور نظام کو اس اعلان پر مبارکباد دی ہے۔ اس اعلان سے حضور نے حیدرآباد میں ہندوؤں کو اس بلند مرتبہ پر پہنچا دیا ہے۔ جس کے لئے وہ گذشتہ نصف صدی سے جدوجہد کر رہے تھے۔ بعض حلقوں میں خیال کیا جاتا ہے۔ کہ اعلیٰحضرت نے ہندو مہاسبھا کی تحریک سے متاثر ہو کر یہ اعلان کیا ہے۔ مگر ہمارے خیال میں ایسا نہیں ہے۔ حضور نظام کی رائے اپنی رعایا کے متعلق بہت بلند ہے۔

مسٹر ساورکر۔ مسٹر گاندھی اور پنڈت جواہر لال نے اعلیٰحضرت کو بڑا پرجوش پیغام مبارکباد دیا ہے۔ اس کے علاوہ ملک کے تمام اخبارات اور اینگلو انڈین طبقہ نے بھی حضور کی فیاضی کی تعریف کی ہے۔

ہندو مہاسبھا نے حیدرآباد میں ستیہ گرہ بند کر دیا

پونہ۔ ۳۱ر جولائی۔ آل انڈیا مہاسبھا کی ورکنگ کمیٹی کا ایک اجلاس کل رات بیرسٹر ساورکر کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جس میں ایک ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ کہ ریاست حیدرآباد میں ستیہ گرہ بند کیا جائے اور کوئی ایسی تدبیر نکالی جائے۔ کہ جس سے ہندو رعایا کی بنیادی شکایات دور ہوں۔ اور اصلاحات کو ٹھیک طور پر عملی جامہ پہنایا جائے۔ نظام گورنمنٹ کو یقین دلایا گیا۔ کہ اگر ان امیدوں اور وعدوں کو پورا کیا گیا۔ جو نظام گورنمنٹ نے کئے ہیں۔ تو ہندو اپنی تعاون کی سپرٹ میں آئین کو چلانے میں پیچھے نہیں رہیں گے۔ ایک اور ریزولیوشن پاس کیا گیا۔ جس میں نظام گورنمنٹ سے درخواست کی گئی۔ کہ ستیاگرہی قیدیوں کو عام معافی دی جائے۔ اس بات پر بھی زور دیا گیا۔ کہ ستیاگرہ کی تحریک کا تعطل زبردست آئینی ایجی ٹیشن کا پیش خیمہ ہے۔ رام پور اور بھوپال کی ریاستوں میں ہندوؤں کی شکایات کی تحقیقات کے لئے ایک سب کمیٹی مقرر کی گئی۔ ایک اور ریزولیوشن میں بنگال کے سیاسی قیدیوں کی رہائی پر زور دیا گیا۔

حیدرآباد کے متعلق ایک ستیہ گرہی آریہ کا بیان

سوامی دنیانند نامی ایک ستیہ گرہی قیدی نے جیل خانے سے رہا ہونے کے بعد نظام آباد کی مذہبی عبادت گاہوں کا اچانک معائنہ کیا۔ سوامی جی کے ذاتی مشاہدہ کا بیان انہیں کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

”آج میں اچانک طور پر نظام آباد دیکھنے کے لئے گیا۔ میں نے تقریباً نصف درجن مندر دیکھے۔ اور ان کے پجاریوں سے دریافت کیا۔ کہ وہ کن مصیبتوں میں ہیں۔ اس پر ایک پجاری نے مجھ سے کہا۔ کہ اسے سرکار سے چار مواضعات عطا کئے گئے ہیں۔ دوسرے نے کہا۔ کہ اسے سرکار سے ایک موضع عطا کیا گیا ہے۔ تیسرے نے کہا۔ کہ اسے سرکار سے آٹھ سو روپیہ سالانہ ملتے ہیں۔ دو اور پجاریوں نے یہ کہا۔ کہ انہیں ترتیب وار چھ سو روپے اور تین سو روپے سرکار سے ملتے ہیں ان سب نے بیان کیا۔ کہ انہیں کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ اور وہ اپنی زندگیاں آرام سے گذار رہے ہیں۔ اگر وہ اپنی عبادت گاہوں کی درستگی کی اجازت کے لئے درخواست دیں۔ تو وہ بغیر کسی دقت کے منظور ہو جاتی ہے۔ میں حکام جیل کے سلوک سے بہت خوش ہوں۔ خصوصاً جیل کے سرجن۔ مہتمم داروغہ اور جیلر سے۔ میں جیل میں بالکل گھر کی طرح رہتا تھا۔ میں اس جیل کے متعلق اچھے اثرات اپنے ساتھ لئے جا رہا ہوں۔ ہمیں روزانہ ہون کرنے کی اجازت تھی۔ میں نے آریہ سماج مندر اور دوسرے چار مندروں پر جھنڈے لہراتے دیکھے۔“ (اصلاح کشمیر)

یورپ کی جنگی تیاریاں

مشہور کانگرسی لیڈر مسٹر بھولا بھائی ڈیسائی (لیڈر کانگرسی پارٹی۔ مرکزی اسمبلی) جو ابھی تھوڑے دن ہوئے۔ یورپ کی سیاحت کے لئے ہندوستان سے رخصت ہوئے تھے۔ خلاف توقع یکایک سیاحت کا ارادہ منسوخ کر کے ۲ر جولائی کو ہندوستان پہنچ گئے ہیں۔ انہوں نے جہاز سے اترتے ہی ایسوسی ایٹڈ پریس کے نمائندہ کو اپنی غیر متوقع اور فوری واپسی کے متعلق بیان دیتے ہوئے کہا۔ کہ میرا یورپ جانے کا مقصد قطعی طور پر سیاسی نہیں تھا۔ لیکن جب میں لنڈن پہنچا۔ تو بین الاقوامی صورت حالات بہت مخدوش ہو گئی۔ اور ۳۰ر جون کو تو لوگ توقع رکھتے تھے۔ کہ اعلان جنگ کر دیا جائے گا۔

جملہ ممالک میں جنگی تیاریاں کی جا رہی ہیں۔ اور تمام ممالک یہ سمجھتے ہیں۔ کہ اس وقت جنگ کو نہ تو ملتوی کیا جا سکتا ہے۔ اور نہ ہی اسے ٹالا جا سکتا ہے۔ برطانیہ بہت سی وجوہات کی بناء پر جنگ شروع کرنے کی ذمہ واری اپنے اوپر نہیں لینا چاہتا۔ چنانچہ وہ ہر وقت یہی کوشش کرے گا۔ کہ کسی نہ کسی طرح جنگ کو ٹال دیا جائے۔ تاہم انگلستان میں عام لوگوں میں یہ خیال پھیل رہا ہے۔ کہ جنگ کو ٹالنا زیادہ نقصان دہ ثابت ہو رہا ہے۔ جس کے نتیجہ کے طور پر نیکی کی قوتیں بھی بدی کی قوتوں میں شامل ہو رہی ہیں۔

مدبرین یورپ کا طرز عمل

انگلستان کے اس رویہ کے پیش نظر صورت حالات کو زیادہ مخدوش بنانا یا اس کو کسی راستہ پر بھی ڈھالنا ہر ہٹلر کے ہاتھوں میں ہے۔ ڈینزگ کا مسئلہ زیادہ سے زیادہ نازک ہو رہا ہے۔ ڈینزگ کے جرمن جرمنی میں شرکت کرنے کے لئے دن بدن تیاریاں کر رہے ہیں۔ مسٹر چیمبرلین کا اعلان یہ تھا۔ کہ اگر ڈینزگ پر قبضہ کرنے کے لئے جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کیا۔ تو برطانیہ پولینڈ کی حمایت کرے گا۔ لیکن یہ فیصلہ کرنا انگلستان کا کام ہے۔ کس قسم کا اقدام جارحانہ حملہ کے مترادف ہوگا۔ عین ممکن ہے۔ کہ جارحانہ اقدام کی آخری تشریح نتائج بد کی حامل ہو۔ اور پولینڈ کا حشر بھی چیکوسلواکیہ جیسا ہو۔ کیونکہ پولینڈ کو اس بات کا فیصلہ کرنے کا حوصلہ تک نہیں ہوگا۔ کہ جارحانہ اقدام کیا گیا ہے یا نہیں۔ جہاں رائے عامہ کا ایک طبقہ اس بات کا حامی ہے۔ کہ انگلستان اور فرانس مل کر جارحانہ اقدام کے متعلق فیصلہ کرنے کی ذمہ واری اپنے اوپر لیں۔ وہاں مسٹر چیمبرلین اور ان کے حامی اس ذمہ واری کو اپنے اوپر لینے کے لئے تیار نہیں۔

جنگ چند ہفتوں کی بات ہے

یورپ کی قسمت کا فیصلہ ایک چھوٹے سے سوال پر ہے۔ یا تو پولینڈ قیام امن کی خاطر ڈینزگ کو قربان کر دے۔ یا جلد یا بدیر آئندہ چند ہفتوں میں ہی جنگ شروع ہو جائے گی۔ ہر ہٹلر اس بات کے لئے تیار نہیں۔ کہ وہ ڈینزگ میں اپنی سرگرمیوں کو بند کر دے۔ وہ ایک یا دوسرے طریقے سے اسے جرمنی میں شامل کرے گا۔

چین و جاپان کی جنگ

آج اس جنگ کو قریباً دو سال اور کچھ دن گزر گئے ہیں۔ ابتدا میں یہ جنگ چند سپاہیوں کے درمیان ہوئی تھی۔ جس نے دھیرے دھیرے جنگ کی شکل اختیار کر لی۔ اس وقت جاپان چین کے ایک بڑے حصہ پر قابض ہو چکا ہے۔ اور قریباً ۱۵ لاکھ چینی اس میں ہلاک ہو چکے ہیں۔ چینیوں کے دس لاکھ گھر بالکل تباہ ہو چکے ہیں لیکن جاپان ابھی کل چین پر قبضہ نہیں کر سکا۔ اکثر سیاسی حلقوں کی رائے ہے۔ کہ چین کو بالکل فتح کرنا غیر ممکن ہے۔ چین کے تمام قوم پرست متحد ہو کر اب جاپان کا مقابلہ کر رہے ہیں۔

بعض مقامات پر چینی افواج کو بھی نمایاں فتوحات ہو چکی ہیں۔ مگر افسوس ہے۔ کہ ان بے چاروں کے پاس کافی سامان جنگ اور اسلحہ نہیں ہے۔ یہ لوگ زیادہ تر اپنی بہادری تعداد اور ہمت پر لڑ رہے ہیں۔ برطانوی مدبران کی پشت پر ہیں۔ جس کی وجہ سے جاپان برطانیہ سے بھی دوچار ہونا چاہتا ہے۔

انسان کو مارنے کے سامان

جنگ کی ہولناکیاں

چونکہ یہ متحقق ہو چکا ہے۔ کہ اب جو لڑائی ہوگی۔ وہ صرف سائنس کی لڑائی ہوگی۔ اور بجائے زمین کے فضاء میں اس کا محاذ قائم ہوگا۔ اس لئے سب سے زیادہ توجہ ہوائی قوت اور زہریلی گیسوں کی طرف صرف کی جا رہی ہے ہوائی قوت سے صرف طیاروں کی تعداد مراد نہیں۔ بلکہ یہ بھی کہ اپنی تکمیل کے لحاظ سے وہ کم از کم وقت میں کتنے بم گرا سکتے ہیں۔ کتنے ٹن زہریلی گیس پھیلانے کی اہلیت ان میں موجود ہے اور کتنے جراثیم مہلک بیماریوں کے وہ انسانی خون میں پہنچا سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ معلوم کرنا دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ کہ اس باب میں مغرب کے انسان نے کتنی ترقی حاصل کر لی ہے۔ اس وقت تک وہاں متعدد قسم کی زہریلی گیسیں تیار ہو چکی ہیں

لیکن سب سے زیادہ ناز جس گیس پر کیا جاتا ہے۔ وہ ایک ایسی رنگ و بو والی گیس ہے جس کی قوت نفوذ کا یہ عالم ہے۔ کہ بند تہ خانوں اور مقفل صندوقوں کے اندر بھی پہنچ سکتی ہے۔ اور سمیت کی یہ کیفیت ہے۔ کہ ایک سیکنڈ کے اندر شہر کے شہر کو ہلاک کر سکتی ہے۔ اسی کے ساتھ ایک اور عجیب و غریب خصوصیت اسکی یہ بھی ہے۔ کہ زمین کے اندر جذب ہو جاتی ہے۔ اور طلوع آفتاب کے ساتھ پھر زمین کے اندر سے نکل کر ہلاکت پھیلاتی ہے۔ یعنی اگر شام کے وقت کسی شہر میں یہ گیس پھیلائی گئی ہے۔ تو صبح کو پھر اسمیں تبخیر پیدا ہوگی۔ اور رہے سہے انسانوں کو ہلاک کر دے گی۔

دوسری عجیب و غریب پردار تارپیڈو ہے جس کی متعدد قسمیں ہیں۔ لیکن اسکی مہلک ترین قسم وہ ہے۔ جو امریکہ کے ایک سائنسدان والٹر کربسٹی نے اختراع کی ہے۔ اسکی شکل ایک بڑے ہوائی جہاز کی سی ہے جس کے چار بازو ہیں۔ اور ایک دُم۔ یہ ایک مخروطی شکل کی چیز ہے۔ جس کے اندر پانچہزار پونڈ زہریلی گیس یا آتشگیر مادہ آسکتا ہے۔ اس پردار تارپیڈو کو ایک بڑا ہوائی جہاز لے کر اُڑتا ہے۔ جو اس غرض کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ اور اپنے ہدف سے دس میل کے فاصلہ پر چھوڑ دیتا ہے۔ اس کے بعد یہ تارپیڈو سو میل فی گھنٹہ کی رفتار سے اڑ کر ہدف پر پہنچتا ہے۔ اور پھٹ کر گیس یا آتشگیر مادہ پھیلا دیتا ہے۔ اگر یہ مادہ آتشگیر ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہیں۔ کہ کئی ایکڑ زمین میں اس نے آگ لگا دی۔ اور اگر گیس ہے۔ تو یوں سمجھیئے۔ کہ بڑے سے بڑے شہر کی آبادی آن کی آن میں ختم ہو گئی۔ آپ خیال کرتے ہوں گے۔ کہ اس سے زیادہ مؤثر طریقہ ہلاکت پھیلانے کا اور کیا ہو سکتا ہے۔ لیکن نہیں اس سے زیادہ عجیب ایک چیز اور ہے جسے اڑنے والا ٹینک کہتے ہیں۔ آپ نے گذشتہ جنگ کے ذکر میں ٹینک کا حال پڑھا ہوگا۔ کہ وہ ایک قسم کا آہن پوش موٹر ہے۔ جس کے لئے بلندی و پستی یکساں ہے۔ اور وہ ہر جگہ آسانی سے روندتا کچلتا ہوا آگے بڑھتا جاتا ہے۔ گویا وہ ایک روئین تن عنصریت ہے۔ جس کا مقابلہ کوئی قوت نہیں کر سکتی۔ اب انہوں نے پردار ٹینک تیار کئے ہیں۔ جو زمین پر بھی چلیں گے۔ اور ہوا میں بھی اُڑیں گے۔ یہ ٹینک چاروں طرف سے بند ہوگا۔ اور اس پر سوائے کوہ شکن توپوں کے اور کسی توپ کا کوئی گولہ کارگر نہ ہوگا۔ اس کے اندر پانچ خزانے ہوں گے۔ جن میں پانچ ٹن زہریلی گیس یا آتشگیر مادہ بھرا جا سکتا ہے۔ اس کے سامنے ایک مشین گن ہوگی۔ جو سامنے سے آنے والے تارپیڈو اور جہاز کو پاش پاش کر دیگی۔ اس کے چار بازو ہوں گے۔ اور ہر بازو پر ایک بڑا ہوائی جہاز ہوگا۔ اور نیچے متعدد ہوائی تارپیڈو لٹکے ہوں گے۔ جن میں سے ہر ایک آدمی کے قد کے برابر ہوگا۔ اسکی رفتار سو میل فی گھنٹہ ہوگی۔

اب خیال کیجیئے۔ کہ جس وقت یہ پردار ٹینک فضا میں بلند ہو کر اپنی زہریلی گیس کے خزانے کھول دے گا۔ اور اس کے چاروں ہوائی جہاز بلند ہو کر ایک طرف سے بم برسائیں گے۔ اور دوسری طرف ہوائی تارپیڈو سر ہوں گے۔ تو کیا عالم ہوگا خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ایک پردار ٹینک لنڈن ایسے بڑے شہر کی آبادی کو چند سیکنڈ میں ہلاک کر دینے کے لئے کافی ہے۔

اس آگ اور زہر برسانے والے عفریت آہن پوش کا مقابلہ اگر توپوں سے کیا بھی جائے۔ تو کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ اگر کسی گولے نے اسے پاش پاش کر دیا۔ تو بھی اس کے اندر بھری ہوئی گیس ضرور پھیلے گی۔ اور اس کو جو نقصان پہنچانا ہے پہنچا کر رہے گی۔

الغرض مستقبل کی جنگ عجیب و غریب چیز ہوگی۔ اگر آبادی کا کوئی حصہ ہلاکت سے بچ رہا۔ تو اسکو پھر از سر نو وہی عہد وحشت کی زندگی بسر کرنا پڑے گی۔ جب انسان ننگا پھرتا تھا۔ اور غاروں میں رہتا تھا۔ (ماخوذ)

جاپان کی ایک مشکل

جاپان نے چین پر یلغار کر رکھی ہے۔ اسکی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے۔ کہ جاپان کی آبادی حیرت انگیز تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ جیساکہ ذیل کے نقشے سے معلوم ہوتا ہے۔

۱۸۱۵ء	میں دو کروڑ پچاس لاکھ
۱۸۵۰ء	میں دو کروڑ ستر لاکھ
۱۸۷۵ء	میں تین کروڑ پچاس لاکھ
۱۹۱۰ء	میں چار کروڑ پچاس لاکھ
۱۹۱۸ء	میں پانچ کروڑ ستر لاکھ
۱۹۳۰ء	میں چھ کروڑ چالیس لاکھ
۱۹۳۵ء	میں چھ کروڑ نوے لاکھ
۱۹۳۸ء	میں ۷ کروڑ ۱۰ لاکھ

جاپان میں سالانہ ۲۱ لاکھ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ اور گو شرح اموات بھی زیادہ ہے۔ تاہم جاپان کی آبادی میں ہر روز تین ہزار بچوں کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یعنی جاپان مجبور ہے۔ کہ ہر روز ایک گاؤں بسائے۔ جاپان نے آبادی کی مشکل اس طرح حل کرنا چاہی تھی۔ کہ باشندوں کو امریکہ اور آسٹریلیا میں ہجرت کرنے کی اجازت دے دی تھی۔ مگر جلد ہی ان ملکوں نے جاپانیوں پر اپنے دروازے بند کر دیئے۔ اب جاپان چاہتا ہے۔ کہ چین کو فتح کر کے جاپانیوں کو یہاں بسائے۔ اور یہاں کے قدرتی خزانوں سے مالا مال ہو جائے۔

ٹرکی سے جرمنوں کا اخراج

ترکوں نے اپنے علاقوں سے جرمنوں کو اسلیئے نکال دیا ہے۔ کہ ۱۷۰ جرمن ترکی علاقہ میں جرمن پراپیگنڈا کیا کرتے تھے۔ ترکی پارلیمنٹ نے ان کا اخراج ضروری خیال کیا ہے۔ ترکی میں کئی جرمن پروفیسر اور انجنیئر اسوقت کام کر رہے ہیں۔ فی الحال ۱۷۰ اشخاص کو باہر نکالا گیا ہے۔

وائسرائے سے بے معنی درخواست

مملکت آصفیہ میں گذشتہ ایک سال سے ہندوؤں نے شورش بپا کر رکھی ہے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آریوں کے ایک وفد نے وائسرائے کی خدمت میں درخواست پیش کی ہے۔ کہ وہ ریاست حیدر آباد میں مداخلت کرے۔ اور معلوم کرے۔ کہ آریوں کو حیدر آباد کے متعلق جو شکایات ہیں۔ وہ کس قدر صحیح ہیں۔ یہ معاملہ اب اس قدر صاف ہو چکا ہے۔ کہ وائسرائے کو اس میں تحقیقات کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ گورنمنٹ آف انڈیا کے ذرائع کم نہیں ہیں۔ ان کو اصل حالات سے آگاہی ہے۔ کہ حیدر آباد میں تمام مذاہب کو یکساں آزادی حاصل ہے۔ آریوں کا شور محض فرقہ دارانہ کشمکش ہے۔ اور آریوں کا یہ شور و شغب بالکل ویسا ہی ہے۔ جیسا کسی زمانہ میں انہوں نے پنجاب میں برپا کیا تھا۔ اور بندے ماترم کا ناچ کیا تھا۔ پنجاب کے لفٹنٹ گورنر نے آریوں کو جو سرٹیفکیٹ اسوقت دیا تھا۔ وہ وائسرائے بہادر کو مطالعہ کر لینا چاہیئے۔ یہ سرٹیفکیٹ پنجاب گورنمنٹ کے ریکارڈ میں موجود ہے۔

سرحد میں انسداد رشوت ستانی

حکومت صوبہ سرحد نے اپنے صوبے سے رشوت ستانی کو دور کرنے کی مہم شروع کی تھی۔ اس سلسلے میں اس نے ایک گشتی مراسلہ تمام محکمہ جات کے افسران اعلےٰ کو لکھا تھا۔ جس میں ان سے سالانہ روئداد طلب کی گئی تھی۔ جس سے یہ واضح ہو سکے۔ کہ کن کن اشخاص کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی۔ مختلف محکمہ جات نے اس برائی کو ختم کرنے کے لئے جو اقدام کیا ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔

محکمہ پولیس میں تین اشخاص کے رویہ کی تحقیقات کی گئی۔ اور تینوں کے ثبوت مل جانے پر محکمہ سے برطرف کر دیا گیا۔

محکمہ جیل میں سات اشخاص کے رویہ کی تحقیقات کی گئی۔ جس کے نتیجہ کے طور پر چار کی برطرفی۔ ایک کی علیحدگی اور دو کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی۔ محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی (حکومت نے اس محکمہ سے رشوت ستانی کو دور کرنے کی طرف خاص طور پر اپنی توجہ مبذول کی) میں ۷۵۱ اشخاص کے رویہ کی تحقیقات کی گئی۔ ۶۷۱ کو سزائے جرمانہ دی گئی۔ ۵۳ کو تنبیہہ کی گئی۔ ۱۰ کو برطرف کر دیا گیا۔ ۷ کے خلاف محکمانہ کارروائی کی گئی۔ اور ۱۰ کا معاملہ ابھی زیر تحقیقات ہے۔ محکمہ مال کے ۴۴ افسروں کے خلاف کارروائی کی گئی۔ گذشتہ سال یہ تعداد ۷۹ تھی۔ ان میں سے ۳۵ قانونگو اور پٹواری ایک واصل باقی نویس اور ۸ دیگر اشخاص تھے۔ حکومت صوبہ سرحد کی تحقیقات کے یہ نتائج درحقیقت صوبہ سرحد تک ہی محدود نہ سمجھنے چاہئیں۔ بلکہ ان سے یہ اندازہ کرنا چاہیئے۔ کہ اس ملک میں رشوت ستانی کس نہج پر جاری ہے۔ کون کونسے محکمے اس بارے میں زیادہ بدنام ہیں۔ یعنی کونسا محکمہ ہے۔ جس کے کارکنوں کو اپنے فرائض منصبی کی بجا آوری کے سلسلے میں پبلک کو مجبور کرنے کا موقعہ مل سکتا ہے۔ کہ وہ انہیں رشوت دے۔ جیسا کہ سارے ملک کے سرکاری محکموں کے متعلق رعایا کے افراد کا خیال ہے۔ سرحدی

حکومت کی اس تحقیقات کے نتیجے میں بھی محکمہ پولیس اور محکمہ پی۔ ڈبلیو۔ ڈی۔ میں رشوت ستانی کے واقعات زیادہ سے زیادہ تحقیق کئے گئے۔ کچھ عرصہ ہوا۔ حکومت یو۔ پی نے بھی انسداد رشوت ستانی کے طریقوں کو معلوم کرنے کے لئے تحقیقاتی کمیٹی مقرر کی تھی۔ جس نے کئی ماہ کی تحقیقات کے بعد ایک نہایت مبسوط اور مفید رپورٹ حکومت کو پیش کی تھی۔ اسی طرح حکومت پنجاب نے ایک خاص محکمہ رشوت ستانی کے انسداد کے لئے قائم کیا ہے۔ حکومت سرحد بھی اس بارے میں کوشش کر رہی ہے۔ ہمارے خیال میں اگر یہ تمام حکومتیں جو اپنے اپنے صوبوں میں رشوت ستانی کے انسداد کی کوششیں کر رہی ہیں۔ ایک دوسرے کی تحقیقات کے نتائج پر غور کریں تو ان کو اپنے اپنے علاقوں میں سے یہ خرابی دور کرنے کے لئے دوسرے علاقوں کے واقعات سے بڑی مدد مل جائے۔ کیونکہ رشوت ستانی کے واقعات تمام علاقوں میں عموماً ایک ہی طرح اور ایک ہی قسم کے ہوتے ہیں۔

قانون فک الرہن اور بے نامی اراضیات کے متعلق ضروری معلومات

زمیندار بھائی یہ سُنکر خوش ہوں گے کہ سنہری قوانین جن کا دیر سے انتظار تھا۔ جاری ہو گئے ہیں۔ دونوں قوانین میں درخواستیں ڈپٹی کمشنر صاحب کو معہ فرد اراضیات (جمعبندی) دینی چاہئیں۔

(۱) قانون فک الرہن میں وہ زمینیں واگذار ہوں گی۔ جو ۸ر جون ۱۹۰۱ء سے پہلے کی رہن شدہ ہیں۔

(۲) اگر بعد میں بیع حقوق مرتہنی ہوتے رہے ہیں۔ تو اصل رہن کی درخواست پر اس کا کچھ اثر نہ ہوگا۔

(۳) اگر ایزادی زر رہن ہوتی رہی ہے۔ تو بھی درخواست ہو سکتی ہے۔ مگر ۸ر جون ۱۹۰۱ء کے بعد نئے معاہدہ کی صورت میں درخواست نہیں ہو سکتی۔

(۴) اگر ایک سے زیادہ راہناں ہوں۔ تو صرف ایک راہن بھی درخواست دے سکتا ہے۔

(۵) ہر ایک رہن نامہ کے لئے علیحدہ درخواست ہو گی۔

(۶) اگر ایک رہن نامہ میں اراضی ایک سے زیادہ ضلعوں میں ہو۔ تو کسی ایک ضلع میں درخواست ہو سکتی ہے۔

(۷) اگر رہن شدہ زمین کی آمدن تاریخ رہن سے لے کر بعد منہائے سرکاری معاملہ تا درخواست مرتہن زر رہن سے دگنی حاصل کر چکا ہو۔ تو اراضی بلا معاوضہ فک ہو گی۔ ورنہ اس کا معاوضہ مندرجہ ذیل شرح سے کسی صورت میں زیادہ نہ ہوگا۔

ا۔ اگر مدت رہن ۴۰ سال سے کم ہو۔ تو رہن ہونے کے وقت کے معاملہ کا تیس گنا۔

ب۔ اگر مدت رہن ۴۰ سال سے زائد اور ۵۰ سال سے کم ہو۔ تو رہن ہونے کے وقت کے معاملہ کا دس گنا۔

ج۔ اگر مدت رہن ۵۰ سال سے زائد ہو۔ تو رہن ہونے کے وقت کے معاملہ کا پانچ گنا۔

(۸) اگر پہلی درخواست کے فیصلہ کے بعد راہن کو کچھ روپیہ ادا کرنے کا حکم ہوا ہو۔ اور وہ روپیہ مدت مقررہ کے اندر ادا نہ کر سکے تو بعد میں دوبارہ اسی اراضی کے متعلق درخواست کر سکتا ہے۔

(۹) فک الرہن کی درخواست پر ایک روپیہ کا کورٹ فیس لگے گا۔

(۱۰) قانون بے نامی اراضیات میں اگر اراضی بوقت بیع یا رہن بے نامی تھی۔ اور بعد میں کسی اور کے پاس تبدیل ہو چکی ہے۔ تو وہ بھی بے نامی ہی تصور ہو گی۔

(۱۱) بوقت انتقال اگر پٹواری۔ قانونگو یا تحصیلدار صاحب کو معلوم ہو۔ کہ انتقال بے نامی ہے۔ تو وہ اس امر کی رپورٹ ڈپٹی کمشنر صاحب کو کریں گے۔

(۱۲) درخواست برائے بے نامی اراضیات پر آٹھ آنہ کا کورٹ فیس لگے گا۔

(۱۳) ایکٹ بے نامی کی رو سے آئندہ سے کاغذاتِ مال میں تبدیلیٔ ذات صرف ڈپٹی کمشنر صاحب کے حکم سے ہو سکے گی۔ ڈپٹی کمشنر صاحب تبدیلیٔ ذات کے متعلق کسی دیوانی فیصلہ کے پابند نہیں ہوں گے۔

نوٹ:۔ اطلاعاً عرض ہے۔ کہ ۸ر جون ۱۹۰۱ء کے بعد کی رہن یا بیع کے متعلق کوئی نیا قانون نہیں بنا۔

مہاشہ کرشن کو ۳۴ ماہ قید

اورنگ آباد ۲ر اگست۔ آریہ ستیہ گرہ کے چھٹے ڈکٹیٹر مہاشہ کرشن کو کل ۳۴ ماہ قید کی سزا دی گئی۔ اور جتھے کے ممبروں کو پچیس پچیس ماہ۔ دو سال بامشقت کی سزا کی پہلی رپورٹ غلط ہے۔ مہاشہ جی کی صحت خراب ہو رہی ہے۔ گذشتہ چار روز سے انہوں نے ٹھوس خوراک نہیں کھائی۔ پنڈت بدھ دیو کا مقدمہ کل پیش ہوگا۔

ریاست حیدرآباد اور آریہ سماج

(۲)

آریہ سماج اور امن

آریہ سماجی ستیہ گرہ کے حق میں ایک یہ بھی دلیل پیش کر رہے ہیں۔ کہ "آریہ سماج کے ستیہ گرہ سے امن عامہ کو خطرہ نہیں۔ کیونکہ آریہ سماج نے آج تک نہ کسی کو بُرا کہا۔ اور نہ ہی اب کہیں گے۔ کیونکہ ہم ایک امن پسند جماعت ہیں۔ اور دوسروں کے لئے امن چاہتے ہیں۔ نہ ہم نے ابھی تک امن کو تباہ کیا ہے۔ اور نہ ہی آئندہ کریں گے۔"

آریہ سماج کے ان اقوال کو پڑھ کر طبعی طور پر ایک ناواقف کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ واقعی آریہ سماج ایک امن پسند جماعت ہے۔ اور امن شکنی نہ تو اس نے کبھی کی ہے۔ اور نہ ہی کبھی کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن وہ لوگ جنہوں نے آریہ سماج کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہے۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں۔ کہ آریہ سماج نے اپنے ابتدائی ایام سے لے کر اب تک ہزاروں کتابیں اور ٹریکٹس دیگر مذاہب کے خلاف لکھ کر ان کے ماننے والوں کے دلوں کو مجروح کیا۔ اور کئی شہروں میں ان کے لیکچروں کی وجہ سے ہولناک فساد ہو گئے۔ سینکڑوں آریہ سماجیوں کو اپنی بدزبانی کی وجہ سے حکومت کی طرف سے سخت سزائیں دی گئیں۔ کیونکہ انہوں نے اپنی زبان اور قلم سے ایسے خطرناک لیکچر اور مضامین لکھے۔ جن سے بھارت ورش کی فضا مکدر ہو گئی۔ اور آخر حکومت کو ان کی بدزبانی کو روکنے کے لئے اپنے قانون کو حرکت دینی پڑی۔ سینکڑوں بار آریہ سماجیوں کے نگر کیرتن بند کئے گئے۔ کیونکہ ان کے بھجنیک اپنے بھجنوں میں دیگر دھرم والوں کے خلاف دلآزار بھجن گاتے تھے۔ اور سینکڑوں بار ان کے جلسے روکے گئے۔ اور کئی بار ان کے اخباروں کی گندے مضامین کی وجہ سے ضمانتیں ضبط کر لی گئیں۔ لیکن آریہ سماج نے حکومت کی سختی کے باوجود اس اپنے پرانے ورثہ کو نہ چھوڑا۔ اگر آریہ سماج دوسرے دھرموں کو گالیاں دینا بند کر دے۔ تو پھر ان کے پاس اپنی سچائی کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

امن شکنی کے چند مان پتر

اب میں ایسے چند سرٹیفکیٹ لکھتا ہوں۔ جن کو آریہ سماج نے دیگر مذاہب کے رشیوں کے خلاف بدزبانی کرکے حاصل کیا ہے۔

پہلا سرٹیفکیٹ جرمانہ

۱۹۰۴ء میں لاہور کے شمبودت نامی ایک آریہ اپدیشک (مبلغ) نے جینیوں کے خلاف ایک کتاب "جین مت سمیکشا" نام سے طبع کرا کر شائع کی۔ جس میں جین مذہب اور اس کے بزرگوں کی گالی گلوچ سے بہت ہتک کی گئی۔ دہلی کے جینیوں نے ڈپٹی کمشنر دہلی کی عدالت میں بمنظوری لفٹنٹ گورنر پنجاب مقدمہ فوجداری دائر کر دیا۔ جس میں مصنف اور چھاپنے والے مالک مطبع کو حسب ذیل سزا ۶ر جنوری ۱۹۰۵ء کو دی:-

"شمبودت آریہ کو پانچ سو روپیہ جرمانہ یا تین ماہ قید محض اور رام چندر آریہ کو ڈھائی سو روپیہ جرمانہ۔" (مقدمہ جین مت سمیکشا ص۴۷)

دوسرا سرٹیفکیٹ ضمانت

ہری سنگھ آریہ ملازم ریلوے سٹیشن دہلی ہر روز شر انگیز تقریریں اسلام کے خلاف دہلی چاندنی چوک اور باغ ملکہ میں کیا کرتا تھا۔ جس سے مسلمانوں میں اشتعال ہوتا تھا۔ پولیس نے رپورٹ کی۔ تو عدالت مجسٹریٹ درجہ اول دہلی سے حکم ہوا۔ کہ:-

"آریہ سماجی پنڈت ہری سنگھ زیر دفعہ ۱۰۷ ایک سال کے لئے سو روپیہ کا مچلکہ اور سو روپیہ کی دو قطعہ ضمانت داخل کرے۔" (آریہ اخبار پرکاش ۱۹ر جون ۱۹۰۹ء)

تیسرا سرٹیفکیٹ اخراج از علاقہ

۱۹۰۷ء میں ایک بدزبان آریہ لیکچرار ایبٹ آباد میں

بر سر بازار بانئے اسلام کے خلاف بدزبانی کرتا تھا۔ آخر اس جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸ ماخوذ ہو کر صوبہ سرحدی کے قانون کے ماتحت ایک سال کے لئے جلاوطن ہوا۔ (الحکم ۲۴ اگست سنہ ۱۹۰۷ء)

چوتھا سرٹیفکیٹ اخراج از بلدۂ حیدر آباد

”۳۱ جنوری سنہ ۱۹۰۷ء کو دس بجے دن کے ایک پولیس مین علاقہ منگلائی نے سماج مندر میں آکر بیان کیا۔ کہ آج تمہارے سوامی برہم چاری نیتا نند تین بجے دن کے بمبئی روانہ کئے جاوینگے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص ان سے ملنا چاہے۔ وہ اسٹیشن پر مل لے۔ یہ خبر ایک حیرت و یاس کے ساتھ پھیلی۔ تین بجے دن کے کوتوال علاقہ نظام نے ایک پولیس انسپکٹر کے ساتھ بالکل معمولی گاڑی میں برہمچاری جی کو سوار کرا کر اسٹیشن پر روانہ کیا۔ اسٹیشن ریلوے پر سماجی برہمچاری جی کے درشن کو پہنچے۔ برہمچاری جی نے نمستے کیا۔ اور گاڑی چھوٹ گئی۔ اس جلاوطنی کی وجہ یہ تھی۔ کہ جناب مجسٹریٹ بہادر رزیڈنسی نے فرمایا۔ کہ:۔ ”تم نے ہندو و مسلمانوں کے دل دکھانے والے بھجن گائے ہیں“۔

(آریہ سماچار بابت اپریل سنہ ۸ء صفحہ ۱۰۵)

پانچواں سرٹیفکیٹ سزا ئے قید

پنڈت بھوجدت

آریہ سماج کے مشہور زبان دراز ایڈیٹر اخبار ”مسافر آگرہ“ کو زیر دفعہ ۲۹۲ تعزیرات ہند حضرت مریم صدیقہ کے خلاف فحش نویسی اور گندہ زبانی کے جرم میں مارچ سنہ ۸ء کو ایک ماہ قید کی سزا دی گئی“ (الحکم ۲۴ جولائی سنہ ۸ء)

چھٹا سرٹیفکیٹ سزائے قید

آریہ ایڈیٹر اخبار شیطان

امرت سر کو بجرم بدگوئی بحق اسلام عدالت امرتسر سے سزائے قید ہوئی۔ اپیل میں بھی بحال رہی

ساتواں سرٹیفکیٹ سزائے قید

کالیچرن آریہ ایڈیٹر

مسافر آگرہ کو آنحضرت صلعم کے خلاف ایک گندی کتاب ہندی میں لکھنے کے جرم میں دو سال سزائے قید ہوئی۔ اپیل بھی نامنظور ہوا۔

آٹھواں سرٹیفکیٹ سزائے قید

سناتنیوں یعنی ہندوؤں

کے خلاف مضامین لکھنے پر مسمی مہر چند آریہ ایڈیٹر آریہ ویر کو راولپنڈی میں سزائے قید ہوئی اور وہ کافی مدت جیل میں رہے۔

نواں سرٹیفکیٹ زبان بندی

دھرم بھکشو لکھنوی

آریہ کو جو جالندھر میں اسلام کے خلاف لیکچر دیتے ہوئے گرفتار کر لیا۔ مقدمہ عدالت میں پیش ہونے پر معافی مانگنے سے وہ رہا کر دیا گیا۔ پھر اسی دھرم بھکشو کو ریاست کشمیر میں بحکم مہاراجہ جموں لیکچر دینے سے روک دیا۔ پھر اسی دھرم بھکشو کو ۳۰ دسمبر کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ سیالکوٹ نے نارووال آریہ سماج کے جلسہ پر لیکچر دینے سے روک کر حسب ذیل حکم اس کے نام صادر کیا۔ کہ:۔

”مئی سنہ ۱۹۲۴ء میں آریہ سماج نارووال کے سالانہ جلسہ پر دھرم بھکشو نارووال آیا اس نے وہاں لیکچر دئیے۔ جس سے شہر کی مسلم آبادی کے جذبات کو بہت چوٹ پہنچی۔ اس وجہ سے کہ اس نے حضرت محمدؐ کو گالیاں دی تھیں۔ اب مجھے اطلاع ملی ہے۔ کہ وہ شخص پھر آریہ سماج کے جلسے پر آرہا ہے۔ اور اندیشہ ہے۔ کہ وہ پیغمبر صاحب کا ذکر اس پیرایہ میں کرے۔ جس میں اس نے پچھلی بار کیا تھا۔ اس صورت میں امن میں خلل واقع ہوگا۔ اس لئے میں زیر دفعہ ۱۴۴ ضابطہ فوجداری حکم دیتا ہوں۔ کہ دھرم بھکشو اپنے لیکچروں میں کسی مذہب کی طرف اشارۃً تک نہ کرے۔ تھانیدار نے یہ حکم دستی دھرم بھکشو کو دیا۔ پنڈت جی کے لئے ان شرائط کے ماتحت (کہ اسلام کے خلاف کچھ نہ بولیں) لیکچر دینا تو ناممکن تھا۔ اس لئے پنڈت جی نے کوئی لیکچر نہ دیا۔“ (اخبار پرکاش ۶ اکتوبر سنہ ۲۶ء صفحہ ۱۳)

دسواں سرٹیفکیٹ سزائے قید

رسالہ ”ورتمان“ کے ایڈیٹر گیان چند آریہ اور مضمون نگار دیوی شرن

آریہ کو ہائی کورٹ پنجاب سے بجرم مضمون نویسی خلاف اسلام دو سال قید سخت کی سزا ہوئی“۔

یہ تمام حوالجات فاروق نمبر ۱ جلد ۱۴ مورخہ ۱۴ جون سنہ ۱۹۳۱ء سے جو کہ آریہ سماج دکن کے واسطے خاص نمبر شائع کیا گیا تھا۔ نقل کئے گئے ہیں۔

”تلك عشرة كاملة“

یہ وہ چند امن کے سرٹیفکیٹ ہیں۔ جو کہ حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً آریوں کی سیوا میں پیش کئے گئے۔ اور جو کہ صرف مسلمانوں اور عیسائیوں کی دلآزاری کی وجہ سے ملے ہیں۔ لیکن اگر وہ تمام مان پتر جن کو آریوں نے دیگر مذاہب کے بزرگوں اور رشیوں کے خلاف بدزبانی کر کے حاصل کئے ہیں۔ یکجا جمع کر دئیے جائیں۔ تو ایک ضخیم کتاب بن جائے پس آریہ سماج کا یہ کہنا کہ وہ ایک امن پسند اور پریم کا پرچار کرنے والی جماعت ہے۔ واقعات کے خلاف اور صریح جھوٹ ہے۔

آریہ سماج اور ریاستیں

ریاست حیدر آباد کے خلاف آریہ سماج کی یہ شورش کوئی نئی نہیں ہے۔ بلکہ جس ریاست نے بھی ان کی بدزبانی کی وجہ سے ان کو تنبیہہ کی اور اپنا پرچار محبت اور پریم سے کرنے کو کہا۔ اسی کے خلاف اس نے امن سوز حرکات کر کے وہاں کے رہنے والے لوگوں کے آپس کے تعلقات کو کشیدہ کر دیا۔ اور جب حکومت کی طرف سے ان کو منع کیا گیا تو پھر آریوں نے ریاست کے خلاف ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔ جیسا کہ ذیل کے واقعات سے واضح ہو جائیگا۔

ریاست پٹیالہ

پنجاب کی مشہور سکھ ریاست پٹیالہ میں دو آریوں نے ایک کتاب سکھوں کے مقدس اور پاک گوروؤں کے خلاف لکھی۔ جس میں ان مقدس گوروؤں پر نہایت ہی شرافت اور اخلاق سے گرے ہوئے الزام لگائے گئے تھے۔ ریاست کی طرف سے ان پر مقدمہ چلایا گیا۔ بجائے اس کے کہ آریہ سماجی اظہار افسوس کرتے۔ اُلٹے ان کی مدد کرتے رہے۔ اور ان کو حق بجانب قرار دینے کے لئے اپنی ساری قوت کو صرف کر دیا۔ اور ریاست کی فضا کو ایسا مکدر کیا۔ کہ اگر حکومت دانشمندی اور تدبر سے کام نہ لیتی۔ تو یقیناً خطرناک نتائج نکلتے۔ آخر لمبی مدت تک مقدمہ چلتا رہا۔ اور باہمی صلح پر اس کا خاتمہ ہؤا۔

ریاست جموں

ریاست جموں میں بھی کئی آریوں کے خلاف حکام کو کارروائی کرنی پڑی۔ لالہ نرسنگھ داس ضلعدار سابق پردھان آریہ سماج اور لالہ ٹونڈا رام آنس قانونگو کو ریاست کی کونسل نے موقوف کر دیا۔ اس کے علاوہ دو اپدیشکوں کو بھی ریاست میں داخل ہونے اور لیکچروں سے روک دیا گیا۔ (سیاست ۲۶ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء)

ریاست کشن گڑھ

ریاست کشن گڑھ ضلع اجمیر میں جو ایک معزز اور قدیم ہندو ریاست ہے۔ یہاں ایک پنڈت ناتھ لال جی جو کہ آریہ تھے۔ ایک عرصہ سے راجہ صاحب کے محل میں ۵۰۰ روپیہ لے کر تعلیم دیتے تھے۔ اور ریاست بھی ان کا اعزاز کرتی تھی۔ انہوں نے ایک مسلمان عورت کو بہکا کر شدھ کرنا چاہا۔ آخر معاملہ طول پکڑ گیا۔ اور فساد کا اندیشہ ہو گیا۔ مہاراجہ صاحب نے پنڈت جی کو بلا کر ریاست سے نکال دیا۔ اور اسکی جائیداد ضبط کر لی۔ (سیاست ۱۰ جولائی سنہ ۱۹۲۴ء)

ریاست رتلام

پنت پاون سنگھ شوجی مالوہ ہوشنگ آباد سے لکھتے ہیں۔ کہ رتلام میں سختی کا دور دورہ شروع ہو گیا ہے۔ آریہ سماج کا بورڈ بھی اتروا لیا گیا ہے۔ دھارمک ویاکھیان تتھا کتھا تک بھی روکی جا رہی ہے۔ (مدینہ ۵ اگست سنہ ۱۹۲۴ء)

ریاست اندور

آریہ سماج کے جلسہ پر پنڈتوں نے اسلام اور عیسائیت کے خلاف لیکچر دئیے۔ اس پر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا نوٹس آیا۔ کہ اگر پھر ایسے لیکچر دئیے۔ تو ریاست سے نکال دئیے جاؤ گے۔ (پرکاش ۱۴ جون سنہ ۱۹۲۰ء)

ریاست دھولپور

آریہ سماج نے ایک ہندو ریاست میں پرچار کے دوران میں سخت لیکچر دئیے۔ حکومت کی طرف سے ان کو روکا گیا۔ لیکن حکومت نے ان کے اس نیک مشورہ کو قبول نہ کیا۔ اور ریاست کے خلاف خطرناک ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔ اگر حکومت دانائی اور عقلمندی سے اس ایجی ٹیشن کو نہ روکتی۔ تو خطرناک نتائج نکلتے۔ حکومت نے ریاست کے آریوں کو سمجھایا۔ کہ تم خوش ہوگے۔ اگر باہر سے لوگ آکر تمہارے ہمسایہ قوموں کے بزرگوں کو گالیاں دے کر ان کے جذبات مجروح کریں۔ آخر ریاستی آریوں کے دل میں حکومت کی یہ نصیحت اثر کر گئی۔ اور انہوں نے فوراً ایجی ٹیشن جس کو باہر سے آریوں نے آکر شروع کیا تھا۔ بند کر دی اور ایک معاہدہ لکھ کر حکومت کو دیا۔ کہ وہ آئندہ امن پسندی سے رہیں گے۔ وہ معاہدہ یہ ہے۔

(۱) آئندہ ہمارے اور دھولپور کی دیگر رعایا کے جو معاملات ہؤا کریں گے۔ ان کا تصفیہ ہم خود کریں گے۔ کسی باہر والے کی مداخلت نہ ہوگی۔ اور نہ باہر والوں کو کبھی کسی بھی مداخلت کا حق ہوگا۔ اور نہ ہم ان سے مداخلت کرنے کی تحریک کریں گے۔ نہ ہم ایجی ٹیشن کریں گے۔

(۲) ہم آریہ سدھانتوں کا منڈن کرتے ہوئے

کسی دھرم کا کھنڈن نہیں کریں گے۔ جس سے دوسروں کو دکھ ہو۔ نیز کوئی ایسا فعل نہیں کریں گے۔ جس سے امن میں خلل ہو۔

۳۔ ہم دوسرے مذاہب کے ساتھ بُرے خیالات نہ رکھیں گے۔ اور ان کے اشٹ دیوتوں کی عزت کریں گے۔

جوھری مل پریذیڈنٹ آریہ سماج دھولپور

الغرض کہاں تک لکھا جائے۔ ہندوستان کی کوئی ایسی ریاست نہیں۔ جس میں آریوں نے فتنہ برپا کرنے کی کوشش نہ کی ہو۔ پس آریہ سماج کا یہ کہنا کہ ریاست حیدر آباد کے خلاف صرف اسلیے "ستیہ گرہ" کیا گیا ہے کہ یہاں مذہبی آزادی نہیں۔ واقعات کا جھٹلانا ہے۔ کیونکہ جس ریاست نے بھی آریوں کو محبت اور پریم سے اپنا پرچار کرنے کو کہا۔ اسی کے خلاف اس نے "ستیہ گرہ" کیا۔ جیسا کہ واقعات سے ظاہر ہے۔ بعینہٖ یہی حالت حیدر آباد کی ہے۔ آریہ سماج نے وہاں پر اسلام کے خلاف اس قدر گندے لیکچر دیئے۔ کہ جن کو سنکر مسلمانوں کو دکھ ہؤا۔ انہوں نے اس کے خلاف آواز اٹھائی۔ آخر مجبورًا حکومت کو آریوں کی بدزبانی کو روکنے کے لیے قانون کو حرکت دینی پڑی۔ اور ان کا یہ فعل محض اسلیے تھا۔ تاکہ ریاستی پرجا کے اندر کسی طرح کا کوئی جھگڑا پیدا نہ ہو۔ لیکن آریہ سماج نے اس ناجائز پابندی کو ماننے سے انکار کر دیا۔ اور ایک گہری سازش کر کے "ستیہ گرہ" نامی ایجی ٹیشن شروع کر دیا۔

آریہ سماج کی امن شکنی پر ہندوستانی نیتاؤں کی شہادت

پہلی شہادت مسٹر گاندھی

آریہ سماج کے مہاتما مسٹر گاندھی نے مارچ ۲۶ء میں آریہ اخبارات میں ایک مضمون شائع کرایا۔ جسکی تصدیق آریہ گزٹ لاہور کے آریہ ایڈیٹر نے ان الفاظ میں کی۔ کہ:۔

"مہاتما گاندھی سوامی (دیانند) جی کی ذات میں کوئی ٹالرلیشن (بردباری) نہیں مانتے۔ بلکہ وہ اس بات کو ان ٹالرلیشن (عدم بردباری) مانتے ہیں۔ کہ آریہ سماج بڑے زور سے دوسرے مذہبوں پر حملہ کرتا ہے"۔ اور ہم (آریہ سماجی) ان ٹالرلیشن (عدم بردباری) کا ببانگ دہل اقرار کرتے ہیں"۔ (آریہ گزٹ ۱۸ ابیساکھ سمت ۱۹۸۳ صفحہ ۱۲ کالم ۳)

مسٹر گاندھی کی دوبارہ شہادت:۔

پھر ۱۹۲۴ء میں آریوں کے مہاتما گاندھی نے ستیارتھ پرکاش کا جیل میں مطالعہ کرنے کے بعد اپنے اخبار "ینگ انڈیا" مورخہ ۲۹؍ مئی ۲۴ء میں اس پر اظہار رائے کیا۔ جو آریہ اخبارات میں شائع ہؤا۔ اور گاندھی جی کو آریوں نے وہ وہ بے نقط سنائیں۔ کہ خدا کی پناہ۔ بہرحال گاندھی جی نے لکھا کہ:۔

"آریہ سماج کی بائیبل ستیارتھ پرکاش کو میں نے دو دفعہ یرودا جیل میں پڑھا ہے۔ اتنے مشہور ریفارمر کی لکھی ہوئی ایسی مایوس کن کتاب میں نے کوئی نہیں دیکھی۔ جیسی کہ ستیارتھ پرکاش مایوس کرنے والی ہے۔ سوامی دیانند بانی آریہ سماج نے صداقت کی حمایت کرنے کا دعویٰ تو کیا ہے۔ لیکن ایسا کرتے ہوئے ناواقفیت کی وجہ سے انہوں نے جَین دھرم اور عیسائی مذہب اور اسلام کو غلط طور پر پیش کیا ہے۔ جس شخص کو ان مذاہب کی تھوڑی سی بھی واقفیت ہو۔ وہ آسانی سے دیکھ سکتا ہے۔ کہ سوامی دیانند سے کس طرح غلطیاں ہوئی ہیں۔

آریہ سماج کی ترقی ستیارتھ پرکاش کی تعلیم کی وجہ سے نہیں ہوئی۔ بلکہ اسکے بانی کی وجہ سے ہوئی ہے۔ آپ صاحبان کہیں بھی آریہ سماجیوں کو پائیں گے۔ وہاں ہی تنگ نظری اور لڑاکی عادت کی وجہ سے یا تو دیگر مذاہب کے لوگوں سے لڑتے رہتے ہیں۔ اور اگر ایسا نہ کر سکیں۔ تو ایک دوسرے سے لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں۔ شردھانند جی کو بھی اس سپرٹ کا وافر حصہ ملا ہے۔

آریہ سماجی اپدیشک (واعظ) کو اتنی خوشی کبھی نہیں ہوتی۔ جتنی کہ دیگر مذاہب کی بدگوئی کرنے سے اسکو ہوتی ہے۔" (مسٹر گاندھی کا اخبار ہندی نوجیون مورخہ یکم جون ۲۴ء)

تیسرا گواہ بپن چندر پال بنگالی

اخبار انگلش مین مورخہ ۱۳؍ مئی ۲۶ء میں اس مشہور ہندو لیڈر بنگالی نے مندرجہ ذیل مضمون شائع کیا۔ جس میں وہ لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندو مذہب میں کسی دوسرے مذہب کے خلاف تبلیغ کرنے کی اجازت نہیں۔ لیکن آریہ سماج نے کچھ ایسے اصول بنا لئے ہیں۔ جنہوں نے ہندو دھرم کی اخلاقی حالت کا نشٹ کر دیا۔ آریہ سماج نے ویدوں کے الہامی ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور اس وجہ سے تمام دوسری الہامی کتابوں کی سچائی سے انکار کر دیا۔ آریہ سماج کے بانی نے ہندوستانی اور غیر مذہبوں کے پیشواؤں کو ناقابل برداشت گالیاں دیں۔ ستیارتھ پرکاش میں اس کے مصنف (دیانند) نے تمام مذہبوں کے بزرگوں کی تعلیم پر ہی نہیں۔ بلکہ زندگی اور چال چلن پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ کسی مسلمان سے امید نہیں کی جا سکتی۔ کہ وہ اپنے مذہب یا پیغمبر کے لیے اس قسم کے سخت الفاظ برداشت کرے۔ آریہ سماج کے بانی نے عیسائیوں کی مقدس کتاب اور عیسیٰ کی زندگی اور چال چلن کے ساتھ جیسا سلوک کیا ہے۔ وہ بھی عیسائیوں کو ایسا ہی دکھ پہنچاتا ہے۔ جیسا کہ مسلمانوں کو۔ بلاشبہ ہندو مسلمان کی موجودہ کشیدگی کا یہی سبب ہے۔ آریہ سماج ملک میں موجودہ فرقہ وارانہ فسادوں کے پیدا کرنے کا باعث بن رہا ہے۔ آریہ سماج عیسائیت اور اسلام کی ایک نقل ہے۔ آریہ سماج کے بانی نے ویدوں کے متعلق وہی دعوے کئے ہیں۔ جو عیسائی اور مسلمان انجیل اور قرآن کے لیے کرتے ہیں۔ اسلیے آریہ سماج عیسائیت اور اسلام کا بچہ ہے" (مگر ناخلف۔ فاروق) (پرکاش ۲۹؍ مئی ۲۷ء صفحہ ۱۵)

چوتھا گواہ بھائی پرمانند آریہ

ہندو مہاسبھا کا ایک جلسہ مارچ ۱۹۲۶ء میں دہلی میں ہؤا تھا۔ اس میں ایک ریزولیوشن پیش کرتے ہوئے ایک معرکہ خیز تقریر کی۔ جس میں بھائی پرمانند آریہ نے یہ بیان کیا۔ کہ:۔

"آریہ سماجیوں نے دوسرے مذہبوں اور ہندو دھرم کے پیروؤں کو گالیاں نکالیں۔ ان کے بانیوں کو اپنے مذاق کا نشانہ بنایا۔ تمام دنیا کے مذہبوں کا رد کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہؤا۔ کہ سوئے ہوئے سناتن دھرمی (قدیم ہندو) بیدار ہو گئے۔" (جاگرت لائل پور مورخہ ۱۴؍ مارچ ۲۶ء صفحہ ۷)

پانچواں گواہ پنڈت شمبو دیال

یہ ایک ہندو پنڈت ہیں۔ لائل پور میں رہتے ہیں۔ انہوں نے ایک کتاب "دیانند بھاؤ چترادلی" شائع کی۔ اس میں "بیسویں صدی میں ریفارمر کی پہچان" کے عنوان سے بانی آریہ سماج کے متعلق گواہی دی ہے۔ کہ:۔

"سوامی دیانند گالی گلوچ میں دنیا بھر کے زبان دراز پھکڑوں سے گوئے سبقت لیے ہوئے ہیں۔ کوئی مذہبی بزرگ کوئی مذہبی پیشوا نہیں۔ جو دیانند کی بے لگام لمبی زبان کی کمان سے نکلے ہوئے تیروں کا نشانہ نہ بنا ہو۔ دنیا بھر کے منہ پھٹ آدمیوں میں سوامی کا اول نمبر ہے کیا مسلمان کیا عیسائی۔ کیا سکھ۔ کیا جینی۔ سبھی فرقوں کے لوگ آپ کے مخالف ہوتے ہوئے بھی اس سچائی کو بیان کرتے ہیں۔ کہ سوامی دیانند دنیا بھر کے منہ پھٹ آدمیوں سے اول نمبر ہے۔ ہرگز ہرگز دریغ نہ کریں گے"۔ (دیانند بھاؤ چترادلی صفحہ ۷)

چھٹا گواہ لالہ لدھا رام بی۔ اے

یہ تعلیم یافتہ بی۔ اے آنرز "سوامی دیانند کی تہذیب" کے عنوان سے سناتن دھرم پرچارک امرتسر کے رشی نمبر مورخہ ۱۷؍ اکتوبر ۲۵ء میں لکھتا ہے۔ کہ:۔

"ہندوؤں کے بزرگوں کو کنجر اور چنڈال لکھ کر دیانند جی نے اپنی اصلیت دکھا دی ہے۔ نیز تمام مذاہب کا رد کرتے ہوئے گورو نانک۔ داؤد۔ ولبھ۔ سہجانند۔ کبیر جیسے بھگتوں کو جھوٹے۔ دوکاندار۔ بیسوا۔ بھڑوا۔ کنجر لکھ کر سوامی جی نے اپنی تہذیب کو چار چاند لگا دئے ہیں۔ ہم آریہ سماجی ایڈیٹروں اور دوستوں سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ کیا ایسا منہ پھٹ شخص بھی رشی مہرشی کہلا سکتا ہے"۔ صفحہ ۹

ساتواں گواہ ایڈیٹر جیون تت

دیو سماجی (دہریہ) گروہ کے اخبار جیون تت کا ایڈیٹر ایک ٹریکٹ شائع کرتا ہے۔ کہ:۔

"یہ افسوسناک حرکت ہے۔ کہ دوسرے مذاہب کے بزرگوں کی تردید کرتے ہوئے انہیں بُرے اور بھدے ناموں سے یاد کیا جائے۔ اور ایسے ایسے الفاظ استعمال کئے جاویں۔ جو ایک مذہبی بزرگ کی شان کے شایاں نہ ہوں۔ ہمیں سخت افسوس سے اور دکھ سے لکھنا پڑا ہے۔ کہ جس سوامی دیانند کو آریہ سماجی دنیا میں مہرشی۔ یوگی۔ مہاتما۔ مہذب بزرگ سمجھا جاتا ہے۔ اس نے اپنی ستیارتھ پرکاش کتاب میں جملہ مذاہب کے بزرگوں کو نہایت نامناسب الفاظ سے یاد کیا ہے۔ حضرت محمدؐ صاحب اور حضرت عیسیٰ و دیگر بزرگوں کی بابت جو کچھ سوامی جی نے لکھا ہے۔ اسے پڑھ کر ہر ایک شخص سوامی دیانند کی تہذیب پر نفرت کئے بغیر نہیں رہ سکتا"۔ (اخبار بھکرٹ ۲۱؍ نومبر ۲۵ء)

آٹھواں گواہ وشوناتھ

یہ آریہ گوروکل ہردوار کا آریہ پروفیسر ہے۔ جو پرکاش کے رشی نمبر مورخہ ۲۷؍ اکتوبر ۲۹ء میں ایک مضمون آریہ سماج کے متعلق لکھتا ہؤا گواہی دیتا ہے۔ کہ:۔

"لوگ عام طور پر شکایت کرتے ہیں۔ کہ آریہ سماج جھگڑالو سوسائٹی ہے۔ یہ شکایت سچی ضرور ہے"۔ (پرکاش صفحہ ۲)

نواں گواہ امراؤ بہادر

مسٹر امراؤ بہادر ماتھر

بی۔ اے گواہی دیتے ہیں۔ کہ:-

"آریہ سماج کی ہستی سے پیشتر نہ ہندو مسلمانوں میں کوئی فساد تھا۔ نہ ہندوؤں میں آپس میں کوئی خانہ جنگی تھی۔ یہ سب آریہ سماج کی دریدہ دہنی اور زبان درازی کا ظہور ہے۔" (اخبار سیاست ۱۸ اگست ۱۹۲۴ء)

دسواں گواہ چنن سنگھ:- یہ صاحب گورو نانک صاحب کے سکھ ہیں۔ کراچی میں اوورسیر آریہ سماج کے سلوک کی نسبت ایک چھٹی اخبار پرکاش میں شائع کراتے ہیں۔ جس میں لکھتے ہیں۔

"سوامی دیانند جی نے سکھوں کی خدمت کا عوض یہ دیا۔ کہ اپنے علم کے گھمنڈ میں گورو نانک مہاراج کو دلبھی (مکار) لکھا۔ اور آریہ سماج نے سکھوں کے پیار اور سیوا کا یہ بدلہ دیا۔ کہ پنڈت گورودت نے بھری مجلس میں گوروؤں کی شان میں گندے الفاظ بولے۔ اور گرنتھ صاحب کی کئی دفعہ دیدہ و دانستہ ہتک کی۔ ہندوؤں اور سکھوں میں جو ناموافق ہوا چل رہی ہے۔ یہ صرف سماج کی ہی برکت ہے۔ آپ اپنے ذمہ وار لیڈروں کو لیں۔ سوامی دیانند جی پنڈت گورودت۔ لیکھرام۔ مہاتما منشی رام پنڈت رام بھجدت اور لالہ صاحب دیال کسی نے کوئی کسر بدگوئی میں باقی نہیں چھوڑی۔ ہم آریہ سماج کو ویسی ہی جانتے ہیں۔ جیسی تمام دنیا جانتی ہے۔ ہندو مسلمان جو پہلے سے کشت و خون کیا کرتے تھے۔ پرامن ہو گئے۔ اخباروں اور رسالوں سے محبت ٹپکنے لگی۔ بدتہذیبی اور گالی گلوچ کینہ اور بغض کا نام و نشان نہ رہا۔ یہ پریم کی گنگا (آریہ سماج) ایسی طغیانی میں آئی۔ کہ سارے ملک کو سر سے پاؤں تک توہین اور کم ظرفی کی آگ سے شانت (با امن) کر گئی۔ اب بھائی بھائی سے اپنا پرائے سے پریم (محبت) کرتا ہے۔ جس کی مثال پنڈت لیکھرام کا قتل ہے۔ اور آج کل کی کچہریوں کی حاضری ہے۔ اے پریم کی گنگا (آریہ سماج) تم دھن ہو۔" (جیون تت ۲۱ جولائی ۱۹۲۷ء صفحہ ۱۳)

مضمون بہت طویل ہو گیا ہے۔ ابھی آریہ سماج کی بدزبانی کے چند سرٹیفکیٹ ہی پیش کئے ہیں ورنہ میرے پاس آریہ سماج کی بدزبانی کے انبار در انبار اور ان کی بدزبانی پر گواہوں کی اتنی بھرمار ہے۔ کہ صرف اقتباس ہی نقل کروں۔ تو ایک ہزار صفحہ سے زائد کی کتاب تیار ہو جائے۔ اس لئے میں دس شہادتوں پر ہی باقی دارد۔

خاکسار رحمت شاہ محمد عمر

مختصر رعایتی فہرست کتب خانہ قاسم العلوم قادیان

محصولڈاک بذمہ خریدار

محصولڈاک بذمہ خریدار

حمائل شریف مترجم چرمی سنہری جلد اعلیٰ مراکو سے ۱ر

حمائل خورد جیبی تقطیع معرا مجلد ۶ر

قرآن مجید تقطیع خورد عہ ر

قرآن مجید مترجم مجلد عگا ر

قرآن مجید بطرز یسرنا القرآن مجلد عگا ۱۴ر

پارہ اول قرآن مجید ترجمہ ملایا زبان ۲ر

پارہ اول مترجم نہایت خوشخط اعلیٰ چھوٹی تقطیع ۱ر

احکام القرآن۔ قرآنی مسائل کا مجموعہ ۸ر

حقیقت الجنون۔ غیر احمدیوں کے اعتراض جنون کا جواب ۱۴ر

اعمال صالحہ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے اصلاحی خطبوں کا انتخاب ۲ر

مسیح موعود۔ صداقت مسیح موعود پر لاجواب مضمون ۱ر

ایک سیاسی لیکچر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی تقریر جو لنڈن میں حضور نے فرمائی۔ ۱ر

ہندو مسلم فسادات۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا معرکۃ الآرا لیکچر لاہور۔ ۱۴ر

خطبہ عید الفطر۔ حضرت مسیح موعود کی تقریر گورنمنٹ انگریزی کے حقوق اور مسلمانوں کے فرائض پر ۱ر

اسلام اور یورپ کے علوم جدیدہ۔ حضرت مسیح موعودؑ کا سر سید احمد خاں مرحوم کے نام خط۔ ۱ر

لیکچر صدارت آل انڈیا مسلم لیگ۔ جو مسلم لیگ کے اجلاس دہلی میں چودھری سر محمد ظفر اللہ خاں صاحب نے دیا۔ ۲ر

اسلام اور ہندو دھرم کا مقابلہ۔ رد آریہ ۸ر

مکتوبات مسیح موعودؑ بنام مولوی عبد اللہ صاحب سنوری ۲ر

ابطال الوہیت مسیح۔ از حضرت خلیفہ اول نور الدین رضی اللہ عنہ ۱ر

سناتن دھرم۔ از حضرت مسیح موعود علیہ السلام ۰ر

حقیقۃ الامر۔ مولوی محمد علی صاحب اور پیغام کی چھٹی کا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی قلم سے جواب۔ ۱ر

کشتی نوحؑ۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم۔ ۲ر

صداقت اسلام پر } آریہ سماج کے پہلوان
لیکھرام کی شہادت } لیکھرام کی موت صداقت اسلام کے لئے۔ ۰ر

آئینہ اسلام۔ آریہ مذہب کی عکسی تصویر قابل دید ۱۲ر

سیف الجہاد۔ مولوی مرتضیٰ حسن دیوبندی کے رسالہ کا دندان شکن جواب۔ ۱۴ر

اسمہٗ احمد۔ احمد والی پیشگوئی مندرجہ قرآن پر سیر کن بحث۔ ۲ر

نور الحق حصہ دوم۔ عیسائیوں کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لاجواب عربی اردو رسالہ۔ ۳ر

پارہ اول صحیح مسلم مترجم۔ حدیث کی معتبر کتاب صحیح مسلم کے پہلے پارہ کا ترجمہ اردو۔ ۱۴ر

قرآنی فتاوے۔ مسائل قرآن مجید کا مجموعہ ۱ر

درثمین۔ جیبی تقطیع۔ ۱ر

تحفۃ الندوہ۔ علماء ندوہ کو سلسلہ کی دعوت از حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔ ۰ر

اہل اسلام کس طرح ترقی کر سکتے ہیں۔ ایک زبردست لیکچر ۰ر

اسلامی اصول کی فلاسفی۔ از حضرت مسیح موعودؑ ۲ر

احمدیت کا پیغام۔ صداقت مسیح موعودؑ ۰ر

تبلیغ حق۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا زبردست لیکچر ۲ر

رد آریہ

نیوگ درشن۔ قابل دید رسالہ ۳ر

رد تناسخ۔ تناسخ کی تردید۔ ۰ر

گوشت خوری۔ گوشت انسانی غذا ہے۔ ۰ر

گلزار وید۔ ویدوں کی عجائب باتیں۔ ۱ر

قادیان کے آریہ اور ہم از مسیح موعود علیہ السلام ۱ر

آریہ پنتھ کا فوٹو۔ رد آریہ میں قابل دید۔ ۳ر

ابطال حقیقت وید۔ لاجواب رسالہ ۳ر

مشین گن۔ انعامی دو سو روپیہ رد آریہ ۱۴ر

ذو الفقار علی برگردن دیو شقی۔ مرتد آریہ کی تردید۔ ۳ر

تنبیہ زبان دراز۔ رد آریہ۔ ۱ر

ایک مسلمان کا پیغام سکھوں کے نام ۱ر

آریہ سماج اور گاندھی۔ گاندھی کے آریوں پر اعتراض۔ ۳ر

رہنمائے خاتون مستورات کے لئے ۱ر

پارہ اول مترجم چھوٹی تقطیع عمدہ بطرز یسرنا القرآن۔ ۰ر

پارہ اول مترجم اردو۔ اعلیٰ لکھائی چھپائی کاغذ ۱ر

پارہ دوم معرا۔ بطرز یسرنا القرآن ۵ر

پارہ سوم معرا " " ۵ر

پارہ چہارم معرا " " ۵ر

پارہ پنجم معرا " " ۵ر

ذکر الٰہی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا لیکچر جلسہ سالانہ ۱ر فی صدی پانچ روپیہ

خطبات محمود۔ حضرت خلیفہ ثانی کے ایک سال کے خطبوں کا مجموعہ۔ ۱۴ر

تصدیق النبیؐ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت پر مسیح موعود علیہ السلام کی تقریر۔ ۱ر

نیر صداقت۔ غیر مبایعین کی تردید میں ۰ر

مولوی محمد علی صاحب کی تردید ۲ر

جماعت مبایعین کے عقائد صحیحہ از مولوی صاحب وکیل۔ ۲ر

حربہ آسمانی۔ مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں کی صداقت۔ ۰ر

تصدیق حق۔ صداقت مسیح موعودؑ ۰ر

القول الفصیح۔ مثیل مسیح کی صداقت از مولوی عبد الکریم صاحب رضؓ ۱ر

پیشگوئی۔ غیر احمدیوں میں تقسیم کرنے کیواسطے ٹریکٹ فی صدی عہ ر

ہمارا رسول۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کا زبردست لیکچر صداقت آنحضرت صلعم پر۔ ۱ر

نماز مترجم۔ جیبی تقطیع بچوں کے واسطے فیصدی عہ ر

مسیح موعود کا مذہب۔ نظم از مسیح موعود علیہ السلام فی صدی ۱۲ر

احمد المسیح الموعود۔ عربی میں صداقت مسیح موعودؑ ۲ر

نور ہدایت۔ ایک غیر احمدی کے جواب میں قابل دید ۱۰ر

درمکنون۔ فارسی نظم۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مثنوی۔ ۱۲ر

مفتاح القرآن۔ قرآن مجید کے مطالعہ کیلئے عگا ۸ر

رد کفارہ۔ عیسائیوں کا رد۔ ۰ر

ادعیۃ القرآن۔ قرآن مجید کی دعائیں ۰ر

ادعیۃ الاحادیث۔ احادیث کی دعائیں ۰ر

انگریزی کتب

ہولی قرآن۔ قرآن مجید کے مسائل و صداقت مسیح موعودؑ - ۸ر

ٹیچنگز آف اسلام۔ اسلامی اصول کی فلاسفی کا ترجمہ۔ ۱۴ر

احمدؐ۔ انگریزی۔ قابل دید۔ ۱۴ر

اسلام یا احمدؐ۔ انگریزی میں صداقت مسیح موعودؑ ۱۲ر

پارہ اول مترجم انگریزی۔ اعلےٰ جلد تحفہ دینے کے قابل۔ عہ ر

محمدؐ۔ انگریزی ۲ر

دی مسیح فرام ہیون۔ انگریزی کا لیکچر لنڈن از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی۔ ۱ر

احمدی نن احمدی۔ احمدی اور غیر احمدی میں فرق کا ترجمہ۔ ۱ر

آئینہ صداقت مترجم۔ مولوی محمد علی کی سپلٹ کتاب کا جواب انگریزی میں از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی عگا

سلسلہ کی تمام کتابیں نئی یا پرانی اس کتب خانہ سے مل سکتی ہیں۔ محصولڈاک ہر حالت میں ذمہ خریدار ہوگا۔

نیجر کتب خانہ قاسم العلوم احمدیہ بازار قادیان۔ پنجاب

اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں باہتمام مولوی عطاء اللہ خاں مولوی فاضل پرنٹر کے چھپوا کر میر قاسم علی ایڈیٹر و پبلشر نے فاروق منزل قادیان سے شائع کیا۔